SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, 6th March, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۔يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاء كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَعِلِينَ ۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۔ وَمَا أَرْسَلْنَكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔ ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے۔ (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ جن دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں۔ جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے۔ عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (خدا کے حکموں کی) تبلیغ ہے۔ اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔

سورۃ الانبیاء (آیات 103 تا 107)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, 6th March, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۔يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاء كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَعِلِينَ ۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۔ وَمَا أَرْسَلْنَكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

ترجمہ۔ ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے۔ (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ جن دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں۔ جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے۔ عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (خدا کے حکموں کی) تبلیغ ہے۔ اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام جہان کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔

سورۃ الانبیاء (آیات 103 تا 107)

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Panel of Presiding Officers

In pursuance of sub-Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding Officers for the 51st Session of the Senate of Pakistan:

1. Maulana Abdul Ghafoor Haideri
2. Syed Javed Ali Shah
3. (Engr.) Rasheed Ahmad Khan

جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): Mr. Chairman, as agreed in the House Advisory Committee meeting, I may have your leave to move the motion of the suspension of the Questions Hour.

Mr. Acting Chairman: You allow me to read the leave applications first.

Senator Mian Raza Rabbani: Right sir.

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: سید جاوید علی شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ پچاس ویں اجلاس کے دران مورخہ 30 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر جاوید لغاری ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ پچاسویں اجلاس کے دوران مورخہ 23, 29, اور 30 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس

لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: شاہ محمود قریشی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لیے آج مورخہ 6 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ Thank you جی۔ یہ reports آج lay تو نہیں کرانی ہیں؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب، پہلے یہ motion کر لیں پھر presentation of the reports and then we can move on.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وہ forego کر لیں۔ Please, move the motion.

Motion for Suspension of Question Hour

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Questions Hour be dispensed with and the questions and their replies placed on the table of House be taken as read.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding Question Hour be dispensed with.

(The motion was carried)

جناب قائم مقام چیئرمین: Reports lay کرا لیتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: Reports lay کروالیں۔

Mr. Acting Chairman: We have started using the word "present".

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, "lay" is the correct parliamentary word.

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا، ہم گوروں کی زبان change نہیں کر سکتے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is parliamentary word.

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا جی۔ سینیٹر کرنل ریٹائرڈ سید طاہر حسین مشہدی may move item No.3.

Laying of Standing Committee's Reports

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. I, the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges, present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Azam Khan Swati on the alleged irresponsible behaviour of Managing Director, Mansehra Development Authority, for not providing the record to the Senate functional committee on problems of less developed areas despite repeated demand by the Senate Secretariat.

Mr. Acting Chairman: The report stands presented. We move on to the next item, Senator Anwar Bhinder sahib, please lay the report.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I as Chairman of the Library Committee, present the report of the Committee on Library. -------جناب، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں-------

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، جی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: عرض یہ ہے کہ Library Committee گو اس House کی elected نہیں ہے، by your honour nominated committee ہے

لیکن اس کے باوجود Library Committee نے کام کیا ہے، اس کی ایک report پیش کر دی گئی ہے۔ میں اس ہاؤس کی information کے لیے یہ عرض کروں کہ اس کمیٹی نے پہلی دفعہ ایک ایسا document تیار کیا ہے جس کو Catalogue of Pakistan Log کہا جائے گا اور 1847 سے لے کر آج تک جتنے قوانین بھی اس وقت تک existing ہیں وہ آپ کو اس Catalogue میں ہر سال میں تفصیل سے ملیں گے۔ یہ catalogue under print ہے اور یہ کل یا پرسوں آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ تمام آنے والے اور موجودہ legislators کے لیے یہ catalogue مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ کو تمام کتابوں میں گھومنا پڑتا تھا، PLJ and PLD میں قوانین تلاش کرنا پڑتے تھے لیکن اب آپ کو یہ سب چیزیں ایک کتاب میں ملیں گی اور اس میں year wise full data موجود ہوگا، اس میں rules, ordinances اور جتنے بھی lapses of legislation ہیں وہ سارے ایک جگہ consolidate کر کے ہم نے پرنٹ کروا دیئے ہیں and the credit goes to the Library Committee. میں سواتی صاحب کا یہاں ضرور mention کروں گا کہ یہاں لائبریری کی space بہت کم تھی لیکن انہوں نے کمال مہربانی کر کے اور خود فنانس کر کے ایک الگ حصہ بنوا دیا ہے۔

(Thumping of desks)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جہاں ہم نے تمام old books and references books رکھ دی ہیں اور تمام جدید books لائبریری میں اوپر کے حصے میں موجود ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں، لائبریری کمیٹی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے پورا تعاون کیا اور خاص طور پر راجہ محمد امین صاحب جو کہ سیکرٹری سینیٹ ہیں، انہوں نے اس میں پورا تعاون کیا اور کامیابی کے ساتھ اس کمیٹی کو چلانے کا موقع عطا فرمایا۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. The report stands laid. Senator Zafar Iqbal Chaudhary. He is not present. We are deferring the items to be laid by the Senator Zafar Iqbal Chaudhary and Senator Madam Kalsoom Perveen.

سینیٹر میاں رضا ربانی: کوئی اور کمیٹی ممبران کے behalf پر پیش کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام چئیرمین: کمیٹی میں تو Enver Baig is always there انشاءاللہ۔ انور بیگ صاحب authorized ہیں؟ Chairman Standing Committee on Culture, Sports Tourism کی رپورٹ lay کرنی تھی۔

Senator Mian Raza Rabbani: On his behalf.

Mr. Acting Chairman: On his behalf. Please read out Item No. 5.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman, on behalf of the Chairman Standing Committee on Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs, I present the report No. 3 of the Committee for the period January 2007 to December 2008.

Mr. Acting Chairman: Report stands laid.

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر مسز کلثوم پروین کے on behalf Item No. 6.میڈم گلشن سعید اگر آپ پڑھ دیں تو it will become part of the proceedings.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چئیرمین: مجھے guidance دی گئی ہے کہ میمن صاحب چونکہ اس Narcotics Committee کے ممبر ہیں تو وہ پڑھ لیں۔

Senator Nisar A. Memon: Mr. Chairman, I have changed the committee, I am in the Environment Housing Committee.

Mr. Acting Chairman: From Narcotics you have gone to Environment. Narcotics are under control it seems.

Senator Nisar A. Memon: Well, it is being controlled very well, I suppose.

جناب قائم مقام چیئرمین: تو پھر میڈم گلشن سعید ہی پڑھ دیں۔ Part of the Narcotics یا If she is the member۔ کرلیتے ہیں proceedings of the House Committee کے کوئی اور سینیٹر صاحب member has to read it.

سینیٹر گلشن سعید: میں پڑھ دیتی ہوں۔

Senator Main Raza Rabbani: If there is no member present then we defer it.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے defer کرلیتے ہیں۔ میرا خیال ہے میڈم کوئٹہ سے نہیں پہنچیں after effects of the election. Now, Item No. 7, Senator Ch.Muhammad Anwar Bhinder. Move Item No. 7 please.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I beg to present the fourth report of the Standing Committee on Government Assurances.

جناب گزارش یہ ہے کہ ------

Mr. Acting Chairman: We miss you Anwar Bhinder sahib. We are going to miss you.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! مجھے اس وقت تھوڑا سا عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ Government Assurances Committee کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے آج میں یہ آخری رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔ یہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے مجھے خوشی ہے کہ ہم نے 17 کے قریب meetings کیں اور ان میں بہت سے معاملات شاید کسی discussion میں highlight تو نہیں ہو سکے لیکن آج مختصر طور پر میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہاں I-16 ایک پورا sector ہے جو کہ CDA develop نہ کر سکی تھی اور جب وہ معاملہ ہمارے پاس آیا تو CDA نے کہا کہ نہ ہمارے پاس پیسے ہیں، نہ ہم اس کو develop کر سکتے ہیں، squatters بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں پانی نہیں آسکتا، یہاں سڑکیں نہیں بن سکتیں لہذا آپ پیسے واپس کروا دیں۔ ہم نے اس کے متعلق کوشش کی اور ہماری یہ کوشش 6 سال پر محیط ہے، اس عرصے میں آج آپ وہاں جا کر دیکھیں گے تو it is ready for allotment وہاں لوگوں کو کچھ allotments ہو چکی ہیں، وہاں بجلی بھی موجود ہے،

پانی پہنچ گیا ہے، وہاں جو bottlenecks تھے وہ بھی دور ہو گئے ہیں، encroachment بھی دور ہو گئی ہیں، سڑکیں بھی بن گئی ہیں، بجلی کے poles بھی لگ گئے ہیں، سب چیزیں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔

اس کے علاوہ جناب border areas میں بہت سے زمینداروں کو compensation نہیں مل رہی تھی جو کہ فوج کی طرف سے ملنی تھی، وہ compensation بھی مل گئی۔ یہاں PIMS میں MRI کی مشین نہیں تھی وہ بھی اسی کمیٹی کی کوشش سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ NWFP میں سکولوں کے لیے ایک گرانٹ دی گئی تھی، وہاں سکولوں میں بجلی مہیا ہونی تھی وہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی تھی لیکن الحمد اللہ اس وقت دو سکولوں میں بجلی تھی اور آج out of 54 52 schools میں بجلی لگ چکی ہے، یہ بھی اسی کی مرحون منت ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے اور بہت سے منصوبے ہیں، میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن مجھے یہ بات کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ Assurances Committee نے اپنے فرائض منصبی کماحقہ ادا کیے اور میں سمجھتا ہوں کہ 75% assurances کی implementation ہو چکی اور ان کی implementation کرائی گئی اور اس سلسلے میں برملا کھوں گا کہ جہاں تک Government Assurances Committee کا تعلق ہے تو حکومت پاکستان کی تمام ministries نے اس سے تعاون کیا ہے، خواہ پہلی حکومت تھی یا بعد کی حکومت تھی لیکن سب نے implementation کے لیے کمیٹی کے ساتھ پورا تعاون کیا ہے۔ میں ممبران کا بھی مشکور ہوں کہ آج میں کامیابی کے ساتھ سرخرو ہوتے ہوئے یہ رپورٹ آپ کے سامنے lay کر رہا ہوں۔ Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you. The report stands laid. Please move the motion.

Motion Under Rule 194

Discussion on Prevailing Law and Order Situation in the Country

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move Under Rule 194 of the Rules of Conduct of Business of the Senate 1988, that the general political situation in the country with particular

reference to the Governor's Rule in Punjab, the attack on the Srilankan team, Situation in Swat and the attack on the Shrine of Rehman Baba may be taken up for discussion.

Mr. Acting Chairman: Now, I put into the House.

(The motion stands carried)

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ کرتے ہیں،

lets kickoff the debate. Leader of the Opposition, Kamil Ali Agha sahib please take the floor.

سینیٹر کامل علی آغا(قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب چیئرمین! 18 فروری کے انتخابات کے نتائج نے ایک ایسا نتیجہ اخذ کیا کہ ملک میں دو پارٹیوں کو یہ اختیار ملا کہ وہ حکومت میں آئیں اور مل بیٹھ کر عوامی اور قومی مسائل کا حل نکالیں۔میں اس کا کریڈٹ یقینی طور پر میڈیا کو دیتا ہوں کہ میڈیا کی آزادی نے عوام کو وہ شعور دیا کہ جس کے تحت عوامی فیصلہ یہ آیا کہ ملک کے اندر کوئی بھی جماعت اکیلی یہ اہم ترین عوامی اور قومی مسائل حل نہیں کر سکتی اور چونکہ ان دو پارٹیوں نے بہت بڑے بڑے دعوے کیے تھے چنانچہ انہوں نے ایک معاہدہ کیا جس کو میثاق جمہوریت کا نام دیا گیا۔عوام کا شعور دیکھیں کہ یہ فیصلہ جو کہ لندن پلان کی طرز پر، لندن میں ہوا لیکن عوام نے وہ high profile دعوے جو انہوں نے اس معاہدے کے اندر کیے، ان کو جلا بخشی اور فوقیت دیتے ہوئے ان کو ایک challenge سونپ دیا۔ معاہدے کے وقت دونوں پارٹیوں کے قائدین کے جذبات نظر آرہے تھے۔ بہر طور وہ دعوے اور وہ فیصلے قومی اہمیت کے نظر آرہے تھے۔ عوام نے ان کو امتحان میں جا ڈالا اور 18 فروری کا فیصلہ دے دیا۔ہماری جماعت جو اس سے قبل پانچ سال اس ملک میں حکومت میں تھی اپنی allied parties کے ساتھ، باوجود اس کے کہ 18 فروری کا جو نتیجہ تھا وہ عقل اور شعور کے بالکل خلاف تھا اور ماننے میں بالکل نہیں آرہا تھا۔ اگر آپ صرف سرحد کے نتائج دیکھیں تو میں یہ کہوں گا معذرت کے ساتھ اگر کسی کو برا نہ لگے تو وہ ایک ایسا فیصلہ تھا کہ جیسے اسامہ بن لادن کی جگہ پر محترم کرزئی صاحب کو جتوا دیا گیا ہو۔ماننے میں نہیں آتا تھا وہ نتائج دل تسلیم نہیں کرتا تھا، دماغ اس کے ساتھ متفق نہیں ہوتا تھا لیکن ہم نے اس جمہوریت کو جس کی بنیاد ہم نے رکھی، بمشکل رکھی اور ہم نے مشکل فیصلے کرتے ہوئے پرویز مشرف صاحب کے آنے کے بعد ہماری جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ جمہوریت کی

گاڑی کو دوبارہ واپس پٹڑی پر لانا ایک قومی خدمت ہو گی۔ ہم نے اگر وہ برائی کی تھی تو اپنے ذمہ لی اور مشکل فیصلہ کیا اور جمہوریت کا قیام ممکن ہو سکا۔ وہ بنیادیں جس کے اوپر آج جمہوریت کھڑی ہے، اس کو دیکھتے ہوئے 18 فروری کے بعد یہ فیصلہ کیا اور پھر پانچ سال اپوزیشن کا رویہ رہا اس سے یہ ایوان واقف ہے اور گواہ ہے کہ ڈیسک بجائے گئے، واک آوٹ کیے گئے، قوم کے سرمائے کو ہوا میں اڑایا گیا لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم 18 فروری کے عوام کے فیصلے کو سمجھتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں اور ہم نے یہ کہا کہ آج کے بعد جو ہمیں مینڈیٹ ملا ہے اس کو تسلیم کرتے ہوئے ایک مثبت اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔

جناب چیئرمین، آپ نے دیکھا کہ 18 فروری کے بعد آج تک ہم نے کوئی غیر ضروری واک آوٹ نہیں کیا، ہم نے اس ایوان کے اندر غیر ضروری ڈیسک نہیں بجائے۔ اگر Legislation آئی تو ہم نے اس پر توجہ دی۔ آپ قانون سازی پر ایک بھی واک آوٹ ثابت نہیں کر سکتے کہ اپوزیشن نے اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے یا نہ سمجھتے ہوئے اس سے اجتناب کیا ہو۔ ہم نے issues کے اوپر بات کی اور یہ ایوان گواہ ہے کہ چار چار دن ایک ایک مسئلے پر debate کی۔ ہم نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور اپنے کردار کے متعلق جو ہم نے طے کیا اس پر ہم نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

جناب چیئرمین، افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ دونوں بڑی جماعتیں جو بڑی جماعتیں ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں انہوں نے اقتدار میں آنے کے بعد فوری طور پر، میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کہا کہ ایسے لگتا تھا جیسے دونوں ایک دوسرے کی ٹانگ پکڑ کر لٹک گئی ہوں اور ہر وقت اس امید میں کہ کہیں کوئی گرے اور اس کی گردن پر گھٹنا رکھا جائے۔ آپ نے گزشتہ ایک سال کے اندر دیکھا کہ دونوں پارٹیاں حکومت میں تھیں اور اس کے ساتھ اپوزیشن میں بھی نظر آ رہی تھیں۔ بالخصوص اس جماعت نے جو کہ پاکستان کے 60% حصے پر حکومت کر رہی تھی اس نے تو یہ سوچ لیا کہ حکومت بھی کرنی ہے اور اپوزیشن بھی کرنی ہے اور وہ challenges جن کو بنیاد بنا کر عوام نے ان کو ووٹ دیے تھے اس میں سب سے اولیت جو تھی وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی پالیسی تھی۔۔۔۔۔

(اس موقع پر صحافیوں نے واک آوٹ کیا اور گیلری سے چلے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں ایک منٹ آغا صاحب آپ کو روکوں گا Madam Sherry Rehman they are Walking out میں نے جو remarks سنے ہیں something in the National Assembly اس کی وجہ سے سینیٹ سے بھی صحافیوں نے واک آوٹ کیا ہے۔

Please go and bring the journalists yourself جی کامل آغا صاحب۔سارے صحافی بھائی واک آؤٹ کر گئے میرے خیال میں نیشنل اسمبلی میں کوئی مسئلہ اٹھا جس کی وجہ سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ نیشنل اسمبلی کی مصیبتیں ہماری گردن میں آگئی ہیں۔ جی۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین، جو election issue سے قبل اور election کے لیے بنایا گیا اس میں سب سے بڑی جو اہمیت تھی اور عوام کو بھی جس پر اولیت تھی جو priority تھی وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی بطور front line state policy تھی جس پر عوام کو اور اس وقت کی اپوزیشن کو تشویش لاحق تھی اور غالباً عوام یہ سمجھتے تھے کہ اس پالیسی کو rectify کیا جائے گا، اس کو تبدیل کیا جائے گا۔

دوسری بات، عوام یہ سمجھتے تھے کہ پاکستان کے اندر مہنگائی، غربت اور بے روزگاری بڑھ رہی ہے، نئی حکومت آئے گی اور نئی حکومت آکر ان پالیسیوں کو تبدیل کرے گی اور ان میں بہتری آئے گی۔ تیسری بات جو اہم ترین تھی جس کو issue بنایا گیا وہ load shedding تھی۔ ملک کے اندر energy کا بحران تھا جس کو issue بناتے ہوئے، یہ میں election campaign کی بات کر رہا ہوں اور غالباً عوام کی توقع تھی کہ نئی حکومت آکر اس میں تبدیلی لائے گی۔ Load shedding ختم ہو گی، ملک کے اقتصادی، معاشی حالات بہتر ہوں گے اور جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا کہ ملک کے حالات بدحالی کی طرف جا رہے ہیں وہ بہتر ہوں گے۔ اس issue سے دیگر جس میں آٹے کی بھی بات ہوئی کہ آٹے کا بحران آیا۔ جناب چیئرمین! 18th February, 2009 کے بعد ان دونوں جماعتوں نے اقتدار کی کشمکش کے باوجود اس کے کہ عوامی سطح پر اور پارلیمنٹ کے اندر دہشت گردی کی پالیسی اتنی زیادہ حرف تنقید بنی کیونکہ عوام دیکھ رہے تھے کہ وہ لوگ جو اس پالیسی کو غلط قرار دے رہے تھے، جو کہہ رہے تھے کہ پاکستانی سرحدوں کی اس طریقے سے حفاظت کی جائے گی کہ کسی کو جرأت نہیں ہو گی کہ اس کی طرف دیکھ سکیں اور اندرون ملک کسی کی مداخلت اور ہر attack ناممکن بنا دیا جائے گا۔

ان کے آنے کے بعد عوام کو تشویش ہوئی۔ انہوں نے دیکھا کہ اس پالیسی میں تبدیلی کی بجائے دس ہاتھ آگے بڑھ کر یہ حکومت اس پر عمل پیرا ہے۔ اس تشویش کو مدنظر رکھتے ہوئے عوامی نمائندوں میں ہلچل مچ گئی اور پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلانے پر حکومت مجبور ہو گئی۔ پارلیمنٹ کا

مشترکہ اجلاس بلایا گیا۔ عوامی نمائندوں نے بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس صورت میں حکومت کے پیچھے کھڑے ہوں گے کہ جب حکومت اس پالیسی کو بدلتے ہوئے بات چیت کے ذریعے مسائل کا حل ڈھونڈے اور یہ فیصلہ کرے کہ آج کے بعد پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزی نہیں ہو گی، کوئی drone حملہ نہیں ہو گا، کوئی surgical attack نہیں ہو گا۔ اس سلسلے میں ایک cabinet committee تشکیل دی گئی۔

جناب چیئرمین! وہ سب کچھ ہونے کے باوجود سارے اختیارات پوری قوم اس مسئلے پر حکومت کے پیچھے کھڑی ہونے کے دعوے دار ہونے کے باوجود پارلیمنٹ کے دونوں ایوان، ایوان زیریں اور ایوان بالا متحد ہو کر حکومت کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن allied government دونوں پارٹیوں کی حکومت نے وہی رویہ رکھا، وہی اقتدار کی جنگ، وہی ذاتیات کی جنگ، وہی خودداری، کرائیم کی بالادستی کی بات کرتے ہوئے اپنے ذاتی مفادات کی کشمکش کی جنگ جاری رہی۔ مسائل پیچھے دھرے رہے۔ آپ نے دیکھا کہ جو آٹا اور مہنگائی سمجھتے ہوئے اور واویلا کرتے ہوئے 280, 285 میں فروخت ہو رہا تھا وہ 700, 800 روپے میں فروخت ہوا۔ اس ملک کے اندر وہ load shedding جس کا اس ایوان کے اندر ایک گھنٹے کا واویلے کے ساتھ طوفان اٹھایا جا رہا تھا وہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کی load shedding پر گئی۔ ملک کی تمام industry بند ہو گئی۔

جناب چیئرمین! پھر سوئی گیس کی load shedding شروع ہوئی۔ ملک کے اندر ہر وہ industry جس میں سوئی گیس استعمال ہو رہی تھی یا گیس استعمال ہو رہی تھی وہ آج تک بند پڑی ہے۔ اقتصادی اور معاشی بحران کا واویلا کرنے والے، دس سال قبل پاکستان کی اقتصادی شہ رگ پر قبضہ کرنے والے اداروں سے نجات جو ہم نے حاصل کی، ہماری حکومت نے حاصل کی، انہی معاشی استحصال کرنے والے اداروں IMF جیسے اداروں کو دوبارہ پاکستان کے اوپر مسلط کیا گیا۔ ان دعووں کے ساتھ کہ اتنے ارب ڈالر پاکستان کی اقتصادی حالت کو بہتر کرنے کے لئے حاصل کر لئے گئے۔ چار ماہ گزرنے کے باوجود کوئی فرق نہیں نظر آیا۔ اقتصادی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ سٹاک مارکیٹ ہر روز گرتی جا رہی ہے۔ ہر روز ہر ہفتے اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! لیکن افسوس یہ ہے کہ اقتدار کے ایوانوں میں اور mandate حاصل کرنے والی دو بڑی جماعتوں نے ان مسئلوں پر چین کی بانسری بجائی اور اقتدار کی کشمکش کو جاری رکھتے ہوئے معاملات کو اس نہج پر پہنچا دیا کہ اب ایک ہی مسئلہ نظر آتا ہے وہ جسٹس چودھری افتخار کی بحالی ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اس میں فریق نہیں بنے لیکن ہماری جماعت نے ایک کمیٹی ابتدا میں تشکیل دی جس کا یہ فیصلہ تھا کہ ہمیں ان کی بحالی پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ ان دو جماعتوں نے عوام کے ساتھ وعدہ کیا۔ ہم ان کے تمام عوام سے کئے گئے وعدوں کو نبھانے میں ان کا ساتھ دیں گے تا کہ پاکستان کے اندر ایک نئی روایت قائم ہو کہ جو وعدے election campaign کے دوران کئے گئے وہ وعدے عوام کے ساتھ پورے کئے جائیں لیکن جناب چیئرمین! افسوس صد افسوس کہ عوام کے ساتھ کیے گئے وعدے یاد نہیں رہے۔ یہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ کیے گئے وعدوں سے منحرف ہیں اور کشمکش میں ایک ایسے موڑ پر پہنچ چکی ہیں جہاں جمہوریت کو خطرہ ہے۔ آپ پوری دنیا کا scenario دیکھیں اور reaction دیکھیں تو کیا وہی حالات نظر نہیں آرہے جس کی نشاندہی میں اس ایوان کے فلور پر کھڑے ہو کر کئی دفعہ کر چکا ہوں۔ میں ان سے منت بھی کر چکا ہوں کہ ہوش کے ناخن لیں۔ آپ صاحب اقتدار ہیں اور عوام کے نمائندے ہیں تو پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ میرے ساتھ دھوکہ ہو گیا، میرے ساتھ وعدہ خلافی ہو گئی۔ کیا دنیا کے اندر کوئی ایسی leadership ہے، مجھے بنگلا دیش اور سری لنکا میں دکھا دیں، جناب کوئی ایسی political leadership دنیا میں نہیں ہو گی جو یہ کہے کہ میرے ساتھ دھوکہ ہو گیا۔ جناب! leadership تو وہ ہوتی ہے جو عوام کو دھوکوں، غربت اور ناکامیوں سے نجات دلاتی ہے۔ وہ leadership نہیں ہو سکتی جو یہ بار بار کہے کہ میرے ساتھ دھوکہ ہو گیا۔ جناب! آج جو واقعات ہو رہے ہیں وہ صرف ان کے عمل اور رویوں کا نتیجہ ہیں۔ یہ کوشش ایسی ہو رہی ہے جس سے جمہوریت کی گاڑی کو پٹڑی سے اتارا جائے۔ جناب! یہاں روز عدالتی نااہلی کی بات ہوتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس ملک کے سیاسی قائدین اپنی اہلیت کو ثابت کریں اور political dialogue کریں؛ مسائل کا مل بیٹھ کر حل نکالیں تو پھر ایسے واقعات رونما نہیں ہوں گے۔ انہوں نے ایک معاہدہ کیا تھا جسے یہ 'میثاق جمہوریت' کہتے ہیں اور میں نے اسی شام کو اسے 'مذاق' جمہوریت کہا تھا اور انہوں نے یہ ثابت کیا کہ وہ 'مذاق جمہوریت' تھا۔ جناب! وہ اتنے بلند دعوے تھے کہ مجھے نظر آرہا تھا کہ ان کے اندر وہ spirit نہیں ہے جس کے تحت ان دعووں پر عملدرآمد ہو اور یہی ہوا۔

جناب چیئرمین! اس معاہدے میں ایک اہم بات تھی کہ ایک دوسرے کے political mandate کا احترام کیا جائے گا اور جس کو جس صوبے میں mandate ملے گا اس کا احترام ہو گا لیکن انہوں نے اقتدار میں آنے کے بعد اس کا جو حال کیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ جناب! چاروں صوبوں کی حکومتیں اور وفاقی حکومت ہماری پارٹی کو توڑنے میں عمل پیرا ہیں۔ ہماری پارٹی کے 32 نمائندوں کو بٹھا کر یہ

کہا جاتا ہے کہ ہمیں یہ اعتماد کا ووٹ دے رہے ہیں لیکن جب اپنی جماعت میں کوئی forward block بنتا ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ بے اصولی ہو رہی ہے۔ جناب! ان کا کیا کردار ہے؟ یہ کس قسم کی leadership ہے؟ وہ اصول جو اپنے لیے اچھے لگتے ہیں وہ دوسروں کے لیے شجر ممنوعہ ہیں۔ جناب! کیا آج ملک کے اندر کوئی مسئلہ نہیں ہے؟ اب تو سارے مسئلے ختم ہوگئے؛ load shedding ختم ہو چکی، مہنگائی ختم ہو چکی، آٹا آج بالکل مفت بک رہا ہے، اب عوام کی بیروزگاری بالکل نہیں ہے کیونکہ یہ مسائل اب بالکل ذہن میں نہیں ہیں۔ اگر سر کی جگہ کدو رکھا ہو گا تو سمجھ کیسے آئے گی۔ اب ان کو میری اور تیری کے سوا کوئی چیز یاد نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! اگر جج میرے appoint کردہ ہوں گے اور مطالبہ یہ ہو کہ میرے جج لے آؤ تو جناب پھر قانون مجھ سے شروع ہو گا اور مجھ پر ہی ختم ہو جائے گا۔ جناب! اگر ہم ایمانداری سے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں مثال کے طور پر ایک issue لے لیں، میں نے آج تک judicial crisis پر بات نہیں کی، میں ایک چھوٹا اور ادنٰی سا وکیل ہوں، میں آج اس فلور پر، اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے قومی خدمت کے طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں جناب وزیر قانون! اگر ہم ایمانداری سے، اپنی ذات کو پرے رکھتے ہوئے، اپنے اقتدار کی ہوس و لالچ کو پیچھے رکھتے ہوئے، آزاد عدلیہ چاہتے ہیں تو آج ان قرآنی آیات کے نیچے کھڑے ہو کر یہ عہد کرنا ہو گا کہ آج کے بعد ہم lots کے اندر سولہ سولہ جج بھرتی نہیں کریں گے، اپنی پارٹی کے بندے بھرتی نہیں کریں گے۔ ہم خدا کے بندے بھرتی کریں گے، میرٹ پر بھرتی ہو گی۔ جج وہ ہو گا جو قابلیت رکھتا ہو گا اور وہ independent ہو گا۔ اس سے مسئلہ حل نہیں ہو گا کہ اس کو بحال کر دو، اس کو بحال کر دو۔ میرے لے آؤ، اپنے چھوڑ دو۔ ایک کام کر لیں کہ جج آج کے بعد میرٹ پر بھرتی کریں، اس ملک کے اندر جمہوریت بھی آجائے گی، نظام عدل بھی ہو گا اور اقتدار والے ہوش میں بھی رہیں گے، چھ بجے کے بعد انشاء اللہ ہوش میں رہیں گے۔

جناب! مجھے افسوس ہے ان رویوں پر، رضا ربانی صاحب میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور تمام حضرات کی توجہ چاہتا ہوں کیوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ لاہور میں جو واقعہ ہوا اس پر مجھے بہت دکھ ہے۔ رحمان بابا کے مزار پر جو ہوا اس کا بھی مجھے افسوس ہے اور دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ اب یہ وقت آگیا ہے کہ ہمارے روحانی و دینی اکابرین کے مزاروں اور درگاہوں پر بم بلاسٹ ہوتے ہیں جن کو امن اور پناہ کی جگہ سمجھا جاتا ہے۔ گورنر راج کو بھی چھوڑیں لیکن جو پولیٹیکل ابتری آئی ہے خاص طور پر اس دور کے اندر یہ سب اس کے نتائج ہیں اور یہ دونوں اطراف کی نااہلی ہے۔ اگر ہم یہ کہتے رہیں اگر ہم یہ کہتے رہیں کہ ہمیں فلاں عدالت نے نااہل قرار دے دیا اور ہم اپنے گریبان میں یہ جھانک کر نہ دیکھیں

کہ ہم leadership کے اہل ہیں بھی کہ نہیں، ہماری اہلیت کیا ہے۔ سوات میں جو کوشش کی گئی، بہت اچھی کوشش ہے، میں اسے appreciate کرتا ہوں، dialogue کے ذریعے مسائل حل ہونے چاہییں لیکن جو معاہدے ہوں ان پر عمل بھی ہونا چاہیے اور ان قوتوں کو موقع نہیں ملنا چاہیے جو یہ کچھ نہیں چاہتیں کہ ہم مل بیٹھیں اور آپس میں مل کر مسائل حل کریں۔ ان کو مداخلت کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔ تیسرے ہاتھ کی مداخلت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں لاہور کے واقعے کی طرف آتا ہوں اور اس کے بعد کے عمل اور رویوں پر۔ ایک واقعہ ممبئی میں ہوا، ہمارے ہمسایہ ملک میں ہوا اور اس واقعہ پر اس پوری قوم کا ردعمل دیکھیں۔ پوری قوم متحد ہو گئی۔ پوری قوم حکومت کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک چھوٹا سا سوراخ بھی باقی نہیں رہا، ایسے پلستر کیا انہوں نے اس دیوار کو۔ وہ قوم مضبوطی کے ساتھ کھڑی ہو گئی اور پھر چند لمحوں میں بھارتی حکومت نے اس سارے واقعے کا بوجھ پاکستان پر ڈال دیا، پاکستانی قوم پر ڈال دیا۔ میں حکومت پاکستان کی بات نہیں کر رہا، پاکستانی قوم پر ڈال دیا۔ ہماری کمزوریاں اور نا اہلیاں دیکھیں کہ اس کے جواب میں ہم نے کیا کیا ڈگڈگی بجائی اور میں کیا کہوں؟ مجھے الفاظ نہیں مل رہے۔ میں پارلیمانی الفاظ استعمال کرنا چاہتا ہوں، بندر کا ناچ تھا۔ کسی کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا ہو گیا۔ ایک وہ درانی نکلا جو غالباً مشہورِ زمانہ CIA کا agent تھا، اس کو انہوں نے سلامتی کا مشیر لگایا ہوا تھا، اس نے ایک گھنٹے کے اندر وہ بات کہہ دی جو حکومت ہندوستان کہہ رہی تھی۔ اس نے تسلیم کیا، اس نے ایک نام لیا، اس نے گیارہ نام تسلیم کیے۔ ایک شَش و پنج تھا، زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی پوری حکومتِ پاکستان کی۔ حکومتی جماعتیں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہی تھیں، کوئی موقف نہیں تھا، وزراء الگ الگ باتیں کر رہے تھے۔ اس کے برعکس اگر آپ بھارت کے اندر دیکھیں تو وہ قوم پوری سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح، اپنی حکومت کے موقف کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

جناب چیئرمین! لاہور میں یہ واقعہ ہوا، آج چھٹا دن ہے، مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے، پاکستان کے اندر یہ میثاقِ جمہوریت کرنے والے جنہوں نے اسے صلحِ حدیبیہ کا نام بھی دیا، ان کا رویہ دیکھیں کہ وہ ایک دوسرے پر الزامات لگا رہے ہیں۔ مجھے اتنا افسوس ہوا رحمٰن ملک صاحب کی statement سن کر جو انہوں نے قومی اسمبلی میں میریٹ ہوٹل کے بارے میں دی ایک سوال کے جواب میں، جو غیر متعلقہ سوال تھا کہ میریٹ حملے میں RAW شامل نہیں ہے۔ کیا ضرورت تھی اس کی؟ بالکل غیر ضروری۔ آج انہوں نے جبکہ تفتیش جاری ہے اور ایک statement دے دی، آج میں

نے جنگ اخبار میں پڑھی ہے اللہ کرے کہ وہ ان کی statement نہ ہو اور یہ اس کی تردید کردیں کہ RAW لاہور کے حملے میں شامل نہیں ہے۔

پھر جو بڑی جماعتیں ہیں، جو بڑی حکومت اور بڑے mandate کی دعویدار ہیں اور آج کل ایک دوسرے کا گریبان پکڑ کر کھڑے ہیں، ایک کہہ رہا ہے کہ زرداری صاحب نے کروایا ہے، دوسرا کہتا ہے کہ جی سلمان تاثیر نے کروادیا ہے اور یہ ہو گیا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ شہباز شریف ہوتا تو پھر نہ ہوتا، دوسرے کہتے ہیں کہ جی شہباز شریف کو اطلاع دے دی تھی، خط لکھ دیا تھا، اس نے اس کو آگے نہیں چلایا۔ کیا تماشہ ہے؟ ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور ہمارا مخالف دیکھ رہا ہے۔ اپنے اندر unity قائم کریں۔ کسی مسئلے پر تو اتحاد قائم کرلیں۔ یہ اتنا بڑا مسئلہ تھا، لاہور کا واقعہ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ یا مسلم لیگ (قائدِ اعظم) کے خلاف نہیں ہوا، یہ پاکستانی قوم کے خلاف ہوا ہے چاہے جس نے بھی کیا ہے۔ پوری پاکستانی قوم کے خلاف ہوا ہے چاہے وہ بلوچستان کے کسی دور دراز علاقے کا باشندہ ہو یا لاہور، کراچی، فیصل آباد، پشاور، سوات، کسی بھی جگہ کا باشندہ ہو، یہ ہر پاکستانی کے خلاف سازش ہوئی ہے۔ پاکستان کو بدنام کیا گیا ہے۔ یہ کرکٹ کو ختم نہیں کیا گیا۔ یہ جواز بنایا جارہا ہے، اس ملک میں تسلط قائم کرنے کے لیے۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی ایٹمی طاقت کے متعلق جو آج کل تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے، وہ بڑا alarming ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ سازش بہانا بنانے کے لیے ہو اور پاکستان کے strategic وسائل پر تسلط جمانے کے لیے۔ ہمیں ہوشمندی کا ثبوت دینا ہوگا۔ پوری قوم کو یک جان ہونا ہوگا۔ حکومت کا اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، ہمیں یک جان ہو کر، ایک موقف اختیار کرنا پڑے گا۔ یہ روایتی انداز جو ایک سال کے اندر اپنایا ہے، اس کو ختم کرنا ہوگا۔ بغیر سوچے سمجھے دشمن کی اس طاقت کو، اس قوت کو جو پاکستان کو توڑنے کے درپے ہے، اس کی اس agency کو جو بیشتر معاملات میں ثابت ہو چکا ہے کہ پاکستان کے امن کو خراب کرنا چاہتی ہے، اس کو مبرّا قرار دینا درست نہیں۔

میں وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی صاحب کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک محب وطن پاکستانی ہیں، وہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو پاکستان بنانے والوں میں شامل تھے، وہ اس بات کو سوچیں اور ہماری قیادت نے جو فیصلہ کیا ہے اور جو دعوتِ فکر دی ہے کہ فوری طور پر all parties conference بلائی جائے، تمام قومی مسائل اور challenges جو اس وقت فی الفور پاکستان کو اور اس کی سالمیت کو درپیش ہیں، اس پر سوچ بچار کے لیے قومی کانفرنس بلائیں، تمام

parties کی leadership کو دعوت دیں اور بٹھا کر، سوچ بچار کریں، فیصلہ کریں اور مشترکہ لائحہ عمل اور ایک مکمل مؤقف اختیار کریں اور قوم کو ساتھ شامل کریں۔ بہت بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حاجی عدیل صاحب! پروفیسر خورشید صاحب نے time مانگا تھا لیکن چونکہ آپ نے request بھیجی ہے کہ آپ نے شہر سے باہر جانا ہے۔۔۔۔ پشاور نہیں جانا، پشاور جانا ہوتا تو مجھے فکر نہیں تھی کیونکہ دو گھنٹے کی drive ہے، آپ نے کراچی جانا ہے۔ آپ کے بعد پھر پروفیسر خورشید۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنی بات کروں۔ آج جن موضوعات پر بات ہو رہی ہے وہ بہت اہم ہیں۔ میں سب سے پہلے ایک واقعہ جو کل ہوا ہے اس پر بات کروں گا۔ ہمارے صوبے بلکہ تمام پختون معاشرے کے ایک بہت بڑے صوفی شاعر، عالم دین جناب رحمٰن بابا کے مزار پر کل بم لگا کر اس کو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ بہت دکھ کی بات ہے۔ میرے لیے یہ اس لیے بھی دکھ کی بات ہے کہ رحمٰن بابا پشاور کے پاس بہادر کلی میں پیدا ہوئے اور ان کا موجودہ مزار ہزار خانی میں ہے۔ میں ان دونوں علاقوں کی گزشتہ پندرہ سالوں سے صوبائی اسمبلی میں نمائندگی کرتا رہا ہوں۔ آج سے تقریباً سو سال سے کم عرصہ پہلے بارش اور طوفانی نالوں کی وجہ سے ان کے مزار کو نقصان پہنچا تو مقامی علماء کے مشورے کے مطابق ان کی میت کو قبر سے نکال کر موجودہ جگہ پر دفن کیا گیا۔ ان میں سے کچھ لوگ آج بھی زندہ ہیں جنہوں نے دیکھا کہ رحمٰن بابا کا چہرہ اسی طرح تروتازہ تھا بلکہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ رحمٰن بابا کی داڑھی میں جو پانی کے قطرے تھے وہ بھی اسی طرح چمک رہے تھے۔ رحمٰن بابا نے ساری عمر انسانیت کی جدوجہد کے لیے وقف کی تھی۔ رحمٰن بابا برصغیر کی ان ہستیوں میں شامل ہیں، جیسے سندھ کے شاہ عبدالطیف بھٹائی صاحب، پنجاب کے بلھے شاہ صاحب یا بلوچستان کے شاہ مرید صاحب جنہوں نے اپنی ہستیوں کو چھوڑ کر لوگوں کے لیے کام کیا، ظلم کے خلاف بات کی، استعمار کے خلاف بات کی، شہنشاہیت کے خلاف بات کی اور حق کی بات کی۔ ہمیں دکھ ہوتا ہے کہ برصغیر بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ South Asia ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر بزرگوں کا ہمیشہ احترام کیا جاتا ہے۔ مزاروں کی عبادت نہیں کی لیکن مزاروں میں دفن ہونے والی شخصیتوں کی وجہ سے ان مزاروں کے ساتھ عقیدت رہی ہے، لیکن اب ہمارے معاشرے میں باہر سے ایسے لوگ آگئے ہیں جو نہ مزاروں کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، جو نہ جنازوں کے احترام کو جانتے ہیں، نہ

جرگوں کے احترام کو جانتے ہیں، نہ انہیں مساجد کا خیال ہے، نہ انہیں جنازہ گاہوں کا خیال ہے۔ آج جرگوں میں خود کش حملے ہو رہے ہیں، مساجد پر حملے ہو رہے ہیں۔ آج ہمارے اس علاقے میں جنازہ پڑھا جارہا ہوتا ہے تو اس پر خود کش حملہ ہو جاتا ہے اور اب بات مزاروں تک جا پہنچی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ باہر کے لوگ ہیں، یہ باہر کا فلسفہ ہے۔ کچھ فلسفہ ایک طرف سے آرہا ہے تو کچھ فلسفہ اور پیسہ ان علاقوں سے آرہا ہے کہ جہاں پر مزاروں کی قدر نہیں ہوتی ہے۔ جہاں پر مزاروں کو demolish کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے non-state actors اپنے عقیدے کی ترویج کے لیے پیسے بھیج رہے ہیں۔ برصغیر میں مختلف عقیدے ہیں، دیوبند کا عقیدہ بڑا طاقتور ہے، بریلوی کا عقیدہ بڑا طاقتور ہے، اہل حدیث ہیں، فقہ جعفریہ والے ہیں لیکن کسی نے کبھی بھی ایک دوسرے کی عبادت گاہ، ایک دوسرے کے مدرسے، ایک دوسرے کے جنازوں پر حملہ نہیں کیا، ایک دوسرے کے بزرگوں کے مزاروں پر حملہ نہیں کیا۔ یہ imported ہیں جو کہ مسلمان ممالک سے بھی ہماری طرف آرہے ہیں اور دوسرے لوگ بھی بھیج رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا بھی فرض ہے کہ جو واقعہ کل ہوا ہے اس کی مذمت کی جائے۔

جناب چیئرمین! چند دن پہلے ایک اور واقعہ ہوا ہے۔ پاکستان کے عوام کو عدالتوں پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ آج تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وکیل کیوں کریں جج ہی کر لیتے ہیں۔ پاکستان کی ان عدالتوں نے ایسے فیصلے کیے ہیں جن سے پاکستان مشکلات کا شکار ہوا، تکالیف میں گھرا، نفرتوں میں اضافہ ہوا۔ انہی عدالتوں کے فیصلوں کو لوگوں نے تسلیم نہیں کیا، انہی عدالتوں نے ذوالفقار علی بھٹو شہید کو پھانسی دی، ان کا judicial murder کیا۔ اس کے باوجود آج بھی بھٹو صاحب کی پارٹی زندہ اور فعال ہے۔ انہی عدالتوں نے نیشنل عوامی پارٹی کا judicial murder کیا جو کہ پاکستان کی اس وقت کی سب سے بڑی اپوزیشن پارٹی تھی اور اس پارٹی کے خاتمے کے بعد، جسے زبردستی ختم کیا گیا، پاکستان کی اپوزیشن بکھر گئی اور پھر بہت سارے فیصلے ایسے ہوئے جو کہ ہونے نہیں چاہییں تھے لیکن ان فیصلوں سے ان عدالتوں کو عزت نہیں ملی، احترام نہیں ملا، پارلیمانی معاملات میں بھی ان عدالتوں نے مداخلت کی ہے، پارلیمانی کمیٹیوں میں بھی ان عدالتوں نے مداخلت کی ہے۔ جناب چیئرمین! سیاست دانوں کو، سیاسی پارٹیوں کو qualified and disqualified عدالتی فیصلوں کے نتیجے میں آپ نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ عوام کا کام ہے کہ ان کو qualify کریں یا انہیں disqualify کریں۔ سپریم کورٹ بعض فیصلوں کو چار چار پانچ پانچ سالوں تک روک سکتی ہے۔ ان حالات میں موجودہ فیصلہ سمجھ میں نہیں آتا کہ

ہمارے جج صاحبان ملک کے حالات کو نہیں دیکھ سکتے، ملک کی مشکلات کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ اس میں اضافہ کرنے کے لیے انہوں نے شریف برادران کے خلاف فیصلہ کیا، ہم اس فیصلے کو پسند نہیں کرتے ہیں اور یہ تاریخ کا ایسا فیصلہ ہے کہ صدر پاکستان کہتے ہیں کہ مجھے اس پر افسوس ہے، وزیراعظم صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس پر افسوس ہے، اسفند یار ولی خان، مولانا فضل الرحمٰن کہتے ہیں کہ ہمیں افسوس ہے۔ ایم کیو ایم یا پاکستان کی تمام جماعتیں جو پارلیمنٹ کے اندر ہیں اور جو پارلیمنٹ کے باہر ہیں سب اس فیصلے کو ناپسند کرتی ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے جج صاحبان ایسا فیصلہ کیوں کرتے ہیں کہ انہیں کہیں سے بھی اس فیصلے کی حمایت نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد ایک قدم اٹھایا گیا، چاہیے یہ تھا کہ پنجاب کی اسمبلی پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ اپنا لیڈر منتخب کرتی اور گورنر ان کو دعوت دیتے کہ وہ وزیراعلیٰ کا حلف اٹھائیں لیکن ہوا کیا؟ وجوہات کچھ بھی ہوں ہم گورنر راج کی حمایت نہیں کر سکتے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ گورنر راج کو جلد سے جلد ختم کیا جائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب کی اسمبلی کو کام کرنے دیا جائے اور وہ اپنا قائد ایوان منتخب کرے جسے گورنر پسند کرے یا ناپسند کرے بلکہ اسے وزیراعلیٰ کا حلف اٹھانے کی دعوت دے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے لیڈر اسفند یار ولی خان صاحب اور جمعیت علماء کے رہنماء جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب جنہوں نے اس مشکل وقت میں کوشش کی کہ جو غلط فہمیاں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان پیدا ہوئی ہیں انہیں دور کیا جا سکے گا۔ اسی سلسلے میں کچھ دن پہلے وہ جناب صدر آصف علی زرداری صاحب سے ملے اس کے بعد جناب نواز شریف سے ملے، وزیراعظم صاحب سے ملے آج وہ دوبارہ میاں نواز شریف صاحب سے مل رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ دونوں طرف سے کچھ give and take ہوجائے گا۔ ہمارا ملک اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا، ہماری دونوں اطراف کی سرحدیں اس وقت حالت جنگ میں ہیں۔ ہمارے علاقے میں امن نہیں ہے۔ ہم نے کوشش کی کہ سوات کی حالت اچھی ہو جائے لیکن فاٹا میں ابھی بھی لڑائی ہو رہی ہے۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں اب بھی bomb blast ہو رہے ہیں۔ دونوں بڑی پارٹیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے رویوں میں تبدیلی لائیں اور ایسے نتیجے پر پہنچیں تاکہ اس ملک میں جمہوریت کامیابی سے آگے بڑھ سکے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت پنجاب میں گورنر راج کو ختم کرے اور اسمبلی کو فعال کرے تاکہ اسمبلی اپنے فیصلے جمہوری طریقے سے خود کر سکے۔

ایک اور افسوسناک واقعہ لاہور میں ہوا جہاں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر حملہ ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ پولیس کے افسروں اور سپاہیوں نے اپنی جانیں دے کر اس ٹیم کو بچایا۔ وہ ڈرائیور جو بس چلا رہا تھا اس نے بڑی بہادری سے ٹیم کو بچایا لیکن جناب چیئرمین! ایسا کیوں ہوا؟ اس کا ہمیں جواب چاہیے، ہوسکتا ہے کہ کسی باہر کے ملک سے یہ سازش ہوئی ہو، ہوسکتا ہے کہ ملک کے اندر یہ سازش ہوئی ہو؛ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ فاٹا سے آئے ہوئے ہوں، ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں کا تعلق ان تحریکوں، لشکروں سے ہو لیکن باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس میں ہم سے کوتاہی ہوئی ہے۔ ہم نے تو اخباروں میں پڑھا ہے کہ کسی نامعلوم شخص کے فون کی وجہ سے route بدل دیا گیا کہ انہوں نے فون کیا کہ اس راستے سے یہ گاڑیاں نہ جائیں وہاں خطرہ ہے، بغیر تحقیق کے انہوں نے route بدل دیا۔ ہم اس واقعے کی مذمت کرتے ہیں۔ اس واقعے کے نتیجے میں پاکستان کا image damage ہوا ہے اور اب تو ساری دنیا میں ایسا لگتا ہے کہ پاکستان میں اب کرکٹ کم از کم آئندہ چند سالوں میں نہیں ہوگی۔ اب بنگلہ دیش والوں نے بھی پاکستان آنے سے انکار کر دیا ہے تو ہم اس پورے واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات جلد سامنے آئیں گی اور پتا چلے گا کہ کون مجرم ہے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں سوات کے حوالے سے بات کروں گا۔ سوات کا مسئلہ بہت بگڑ چکا تھا۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ وہاں الیکشن ہوا ہے تو ضمنی الیکشن ان بگڑے ہوئے حالات میں بھی ہم نے کرائے تھے۔ گذشتہ دو سال سے وہاں فوج تھی، وہ فوج اس نئی حکومت یا زرداری صاحب یا امیر حیدر ہوتی کے کہنے پر نہیں گئی تھی وہ جنرل مشرف کے حکم پر گئی تھی۔ جس علاقے میں فوج چلی جاتی ہے، اپنی بیرکوں سے باہر نکل آتی ہے، راستوں میں کھڑی ہوجاتی ہے، shelling کرتی ہے تو وہاں پر جنگ کی صورت حال ہوتی ہے۔ جب ہم آئے تو ہماری حکومت نے کوشش کی اور اسے مرکزی حکومت کی طرف سے تائید حاصل تھی کیونکہ پختونخواہ میں پیپلز پارٹی ہماری اتحادی ہے۔ ہم نے آتے ہی صوفی محمد صاحب کو جیل سے نکالا اور ان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ وہ معاہدہ کامیاب تھا اور کامیاب رہا۔ دوسرا معاہدہ ہم نے سوات کے طالبان سے کیا، بدقسمتی سے ہمیں یہ علم نہیں تھا کہ سوات کے جو طالبان کے لیڈر ہیں وہ بااختیار نہیں ہیں۔ ان کے اختیار کی کنجی وزیرستان میں ہے اور وہ معاہدہ اس لیے ناکام ہوا کہ ہنگو میں ایک واقعہ ہوا اور ہم سے مطالبہ کیا گیا کہ ہنگو میں جو طالبان گرفتار ہیں ان کو رہا کیا جائے، جس کا حکومت نے انکار کیا اور اس کے نتیجے میں سوات کا جو معاہدہ ہوا تھا وہ ختم ہوا۔ اس کے بعد ہماری

حکومت اور وفاقی حکومت آرام سے نہیں بیٹھی۔ ہم نے جو معاہدہ صوفی محمد صاحب سے کیا تھا وہ یہی تھا کہ 1999 میں اور اس سے پہلے 1994 میں جو شرعی نظام عدل regulations pass ہوئے تھے ان میں کچھ ترامیم کے بعد وہ وہاں پر لاگو کر دیے جائیں گے، قاضی عدالتیں تو پہلے سے تھیں effective نہیں تھیں، effective تو وہاں پولیس تھانے نہیں تھے۔ ہم نے شرط رکھی تھی کہ صوفی صاحب امن لائیے، ہم آپ کو وہ سب کچھ دیتے ہیں جو پہلے سے آپ کے پاس ہے اور دو چار ترامیم تھیں، وہ ترامیم کیا تھیں کہ سول مقدموں کا فیصلہ چھ ماہ میں ہو؛ فوجداری مقدموں کا فیصلہ چار ماہ میں ہو اور اس کی اپیل کے لیے ہائیکورٹ کا ایک بنچ مالاکنڈ میں ہو اور سپریم کورٹ کا شریعت بنچ کا ایک ممبر ہر مہینے اس علاقے میں چکر لگائے اور اگر لوگوں کی ان فیصلوں کے خلاف کچھ شکایات ہیں تو وہ ان کو دور کرے۔ یہ ہم نے تسلیم کیا ہے اور ہم نے اس میں جتنے بھی stakeholders تھے، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان، پاکستان کی آرمی، سب سے بات کی ہے کہ ان معاہدوں پر دستخط کر رہے ہیں اور یہ آپ کے پاس بھی بھیجے جائیں گے کیونکہ وہ PATA کا علاقہ ہے، ہم وہاں قانون نہیں بنا سکتے۔ ہماری پختونخواہ کی اسمبلی قانون نہیں بنا سکتی جب تک صدر پاکستان ہمیں اجازت نہ دیں۔

ابھی ہم نے سول سوسائٹی کے حوالے سے مالاکنڈ کے کمشنر اور صوفی محمد صاحب کے درمیان ایک سترہ نکاتی فیصلہ کیا ہے۔ اس میں کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ ذخیرہ اندوزی نہیں ہونی چاہیے، گراں فروشی نہیں ہونی چاہیے۔ مجرموں کو پکڑا جائے، فحاشی نہیں ہونی چاہیے۔ جیلوں میں قرآن کی تعلیم دینی چاہیے اور اس میں جو سب سے بڑی بات ہوئی ہے کہ ان سترہ نکات میں ایک نکتہ یہ ہے کہ خواتین کو حق وراثت اسلامی شریعت کے مطابق ملا ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سارے علاقوں میں خواتین کو حق وراثت نہیں ملتا۔ فاٹا میں رواج ہے اور سندھ میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی شادیاں قرآن سے کر دی جاتی ہیں۔ پنجاب میں بچیوں کو ان کا حق نہیں ملتا۔ بلوچستان کے بلوچ اور پختون علاقوں میں بھی یہی حال ہے تو جو سب سے بڑا progressive step ہے کہ اس میں یہ بات تسلیم کرائی گئی ہے کہ بچیوں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کو حق وراثت ملے گا تو سترہ نکات کے فیصلے کو پشاور، فاٹا، سندھ، بلوچستان اور پنجاب میں بھی لاگو کیا جائے تاکہ خواتین کو ان کا حق ملے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مارچ کے مہینے میں انشا اللہ تعالیٰ حکومت پختونخواہ اور وفاقی حکومت کی طرف سے ہم نے جو صوفی محمد صاحب سے بات کی ہے، جو ان کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے اس کے مطابق وہاں یہ Sharia Bill amended 2009 انشا

اللہ تعالیٰ لاگو ہو جائے گا اور ہماری کوشش ہو گی کہ سوات میں امن قائم ہو اور اس کے بعد یہ امن فاٹا کے علاقوں میں بھی قائم رہے۔ .Thank you

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میں نے سمجھا آپ Law of Necessity پر بھی کچھ ذکر کریں گے اور خوش قسمتی سے سوات میں پولن effect نہیں ہے اسلام آباد میں پولن effect ہے۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا اور قائد ایوان کا ممنون ہوں کہ اس وقت جو نہایت اہم مسائل اور خطرات پاکستان کو درپیش ہیں سینیٹ کے اس اجلاس میں طے کیا گیا کہ الوداعی تقاریر سے پہلے ان پر ہم گفتگو کر لیں۔ میں اپنی بات کو ان چار نکات پر مرکوز رکھوں گا جو اس وقت ایوان کے سامنے زیر غور ہیں۔ مجھے یہ بات کہنے کی اجازت دیجیے کہ 18th February 2008 کے mandate سے عوام کو غیر معمولی توقعات تھیں اور عالمی کمیونٹی بھی یہ سمجھ رہی تھی کہ ملک اب جمہوریت کے راستے پر گامزن ہو سکے گا لیکن ہمیں بڑے دکھ سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ اس حکومت نے ایک سال میں قوم کو مایوس کیا ہے۔ جو مسائل ہمیں درپیش تھے کوئی ایک مسئلہ بھی حل ہوتا تو بڑی بات ہے، حل کی طرف پیش قدمی بھی نہیں ہوئی۔ عالمی میدان میں پاکستان isolate ہو رہا ہے، تنقید کا نشانہ ہے اور میں جناب والا! آپ کے توسط سے حکومت کو warn کرنا چاہتا ہوں کہ جو عزائم پاکستان کے خلاف دنیا بھر میں آج ظاہر کیے جا رہے ہیں انہیں سہل انگاری سے نہ لیں۔ صاف نظر آرہا ہے امریکی قیادت عراق سے قدم اٹھا رہی ہے لیکن افغانستان اور اس سے زیادہ پاکستان کو نشانہ بنا رہی ہے۔ سارے think tanks اخبارات، سرکاری نمائندے حتیٰ کے امریکہ کے سفیر، سی آئی اے کے سربراہ کھل کر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اصل خطرہ پاکستان سے ہے۔ نظر آرہا ہے کہ یہ سب پاکستان سے score settle کرنا چاہ رہے ہیں اور مجھے دکھ ہے کہ ہمارے صدر محترم اور ان کے اعوان و انصار نہ صرف یہ کہ ان حالات اور خطرات کو نظر انداز کر رہے ہیں بلکہ وہ جو کردار ادا کر رہے ہیں اس سے وہ کیفیت پیدا کی جا رہی ہے کہ خدا نخواستہ، خدا نخواستہ، خدا نخواستہ پاکستان کو ایک failed ریاست ظاہر کر کے کسی نہ کسی شکل میں بیرونی مداخلت کا دروازہ کھولا جائے۔ یہ خطرات سامنے دیوار پر لکھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان کو نظر انداز کر رہے ہیں تو آپ قوم کے ساتھ وفاداری نہیں کر رہے ہیں۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ عوام کے mandate کو abuse کیا گیا ہے۔ عوام نے کسی ایک پارٹی کو تن تنہا نظام حکومت چلانے کا اختیار نہیں دیا۔ یہ mandate ایک fractured mandate ہے۔ اس کا تقاضا یہ تھا کہ حقیقی مفاہمت کی بنیاد پر قومی حکومت بنائی جائے اور ملک کو صحیح سمت میں لانے کے لیے سب مل جل کر کوشش کریں۔ اس کے برعکس پیپلز پارٹی اور خاص طور پر زرداری صاحب نے کوشش کی ہے کہ سارے اختیارات ان کے ہاتھوں میں جمع ہوجائیں۔ Politics of aggrandizement کیا ہے۔ مفاہمت کا نام لیا جارہا ہے لیکن مفاہمت کی جگہ ساری کوشش صرف اپنے ذاتی مفادات کو محفوظ کرنے کے لیے استعمال کی گئی ہے۔ جہاں تک سرکاری پالیسی کا تعلق ہے اس کا محور مفاہمت نہیں مخاصمت ہے اور Wall Street Journal کے الفاظ میں منافقت بھی ہے اور اس پر ایک تیسرے کارنامے کا اضافہ کرلیجیے وہ ذاتی منفعت ہے۔ یہ وہ تین چیزیں ہیں جن پر سارا نظام چل رہا ہے۔ ابھی وقت ہے، آنکھیں کھولیے اور حقیقی مفاہمت کا راستہ اختیار کیجیے جس میں آپ کی اپنی حدود بھی رہیں اور اس کے نتیجے میں ملک destabilize ہو۔ یہ جو dissenting group اور forward block کی سیاست ہو رہی ہے اسے بند کریں۔ اس میں صدر کی direct involvement, نظر آرہی ہے اور ان کے وزیر، گورنر اور بڑے بڑے سرمایہ دار شریک ہیں۔ خدا کے لیے ان چیزوں کو ختم کیجیے۔ کیا غضب ہے کہ اگر آپ ایک حکومت کو بدلتے ہیں تو اس کے بعد پوری انتظامیہ bureaucracy, police, intelligence, سب کو بدل دیا جاتا ہے۔ گویا کہ یہ سب سیاسی آلہ کار ہیں۔ اس طرح ہم اپنے institutions کو تباہ کر رہے ہیں اور جس ملک میں institutions باقی نہ رہیں وہ پھر آمریت پر منتج ہوتا ہے اور ناکامی اس کا مقدر ہوجاتی ہے۔ میں یہ warn کرنا چاہتا ہوں کہ مہلت بہت کم ہے۔ فوری طور پر review کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب میں جس طرح منتخب وزیر اعلیٰ کو ہٹایا گیا ہے، عدالتوں پر قوم کا اعتماد پہلے ہی نہ ہونے کے برابر ہے لیکن جو چند فیصلے اس زمانے میں ہوئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اب عدالت کا، superior courts کا کوئی وقار، ان پر کوئی اعتماد باقی نہیں رہا ہے۔ یہ بہت بڑی قیمت ہے جو ملک ادا کر رہا ہے۔ کورٹ کو استعمال کیا گیا ہے ایک خاص سیاسی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے۔ یہ failure ہے Presidency کا اور یہ failure ہے پیپلز پارٹی کی حکومت کا۔ قوم نے اسے تسلیم نہیں کیا، تاریخ اسے تسلیم نہیں کرے گی اور جتنی جلدی آپ اس کو rectify کرلیں اتنا آپ کے لیے اور اس ملک کے لیے بہتر ہے۔

پھر آپ دیکھیے کہ گورنر راج لایا گیا ہے۔ پنجاب میں گورنر راج کا لایا جانا، دستور کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ ہمیں سبق دیا جارہا ہے کہ vacuum تھا اور vacuum کو fill کرنے کے لیے ہم نے یہ کام کیا۔ کوئی vacuum نہیں تھا۔ دستور اور جمہوری روایات اس معاملے میں بالکل واضح ہیں۔ بلاشبہ شہباز شریف صاحب کو میری نگاہ میں illegally ہٹایا گیا ہے لیکن اگر ہم اس پہلو کو نظر انداز بھی کر دیں تو بھی دستور کا تقاضا یہ تھا کہ اسمبلی call کی جائے اور وہ اپنا نیا لیڈر منتخب کرے جو وزارت قائم کرے۔ آپ نے illegally, unconstitutionally, *ultra vires* اور حقیقت یہ ہے کہ mala fide گورنر راج لگایا۔ اس کا نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ دستور کی بھی خلاف ورزی ہے، یہ propriety کے بھی خلاف ہے اور پھر گورنر صاحب جس طرح دکان کھولے بیٹھے ہیں، جس طرح وہ ایک خاص سیاسی پارٹی کے جیالوں کو آگے بڑھانے کی کوشش کررہے ہیں، جو زبان استعمال کر رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں سیاست abuse ہوتی رہی ہے لیکن جو record یہ سیاسی حکومت قائم کر رہی ہے وہ شرمناک ہے، ہم نے برے ترین حالات میں بھی ایسا نہیں دیکھا۔ خدا کے لیے اس سلسلے کو ختم کیجیے۔ میں گورنر راج کی مذمت کرتا ہوں، اسے unconstitutional and *mala fide* سمجھتا ہوں۔ وہ ایک ناقابل دفاع اقدام ہے اس ملک کے مستقبل کے لیے اور خود federation کے لیے بڑا منحوس اقدام ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ federation اب پنجاب سے بھی برسرپیکار ہے۔ پہلے ہی بلوچستان سے برسرپیکار تھی، Frontier میں آگ لگی ہوئی ہے اور اب پنجاب کو بھی آپ اس طریقے سے ہدف بنا رہے ہیں۔ یہ بڑا خطرناک کھیل ہے۔ خدا کے لیے آنکھیں کھولیے۔ آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ حقیقی national reconciliation ہو، تمام پارٹیوں کو جمع کیجیے اور سر جوڑ کر بیٹھیے۔ اپنے ذاتی مفادات اور شخصی آمریت، فسطائیت کا راستہ اختیار نہ کریں، ورنہ آپ کو اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑے گی اور میں کوئی راز کی بات نہیں کہہ رہا ہوں، سارے opinion surveys یہ بتا رہے ہیں کہ آج حکومت اور خصوصاً زرداری صاحب کی حکومت کو جو عوامی support اب حاصل ہے وہ اس سے بھی کم ہے جو مشرف صاحب کی فروری 2008 میں تھی۔ یہ آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں اور ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

تیسرا مسئلہ جناب والا! سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر حملے کا ہے۔ یہ پاکستان کے خلاف ایک سازش ہے لیکن جس سہل انگاری کے ساتھ اس پورے معاملے کو deal کیا گیا ہے وہ شرمناک تو ہے ہی لیکن ساتھ ساتھ خطرناک بھی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سری لنکا کی ٹیم کا یہ

دورہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ پس منظر یہ ہے کہ سارے ممالک کا میچ یہاں ہونا تھا لیکن ممبئی کے واقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارت نے پوری کوشش کی کہ یہ پاکستان میں نہ ہوں۔ پہلے انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جائیں گے، پھر اس کے بعد آسٹریلیا نے کہا اور نتیجتاً پورا programme ختم ہونے لگا لیکن سری لنکا واحد ملک تھا جس نے سارے عالمی pressure, اور انڈیا کے pressure کے باوجود کہا کہ نہیں! پاکستان ہمارا دوست ہے اور ہم پاکستان جائیں گے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ ہندوستان کے اخبارات نے، media نے کھلے الفاظ میں یہ کہا ہے، record موجود ہے اور دسمبر اور جنوری کے اخبارات کا سارا ریکارڈ موجود ہے کہ سری لنکا کی ٹیم کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔ اگر جائے گی تو یہ گویا اس کی طرف سے انڈیا کے خلاف ایک اعلان جنگ ہوگا۔ انڈیا کے وزیر خارجہ نے سری لنکا کے وزیر خارجہ کو Pressurize کیا کہ پروگرام تبدیل کرو، انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انڈیا کے اخبارات نے یہ بھی کہا کہ اگر یہ ٹیم جائے گی تو کوئی ایسا واقعہ ہوسکتا ہے جو ہوا، لیکن اس سارے واویلا کے باوجود سری لنکا کی ٹیم یہاں پر آئی۔ One day matches کامیاب ہوئے لیکن اس ٹیسٹ میں جو کھیل گورنر صاحب اور زرداری صاحب پنجاب میں کھیل رہے تھے اس کی وجہ سے پوری انتظامیہ مفلوج تھی۔ انہیں صرف ایک بات سے دلچسپی تھی کہ کس طرح ایم پی ایز کو توڑا جائے، کس طرح مسلم لیگ کی majority کو ختم کیا جائے۔ یہ سارا کھیل وہ کھیل رہے تھے۔ اہم افراد کو ہٹایا گیا آج گورنر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بتایا نہیں گیا۔ سبحان اللہ 25 جنوری کی لاہور کرکٹ ٹیم پر حملے کے بارے میں رپورٹس سی آئی ڈی نے written حالات آپ کے سامنے رکھے لیکن آپ نے ان کو نظر انداز اور کس طرح نظر انداز کیا۔ طے کیا گیا تھا کہ کرکٹ ٹیم کو security box دی جائے گی جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سیکورٹی جو VVIP کے لیے ہوتی ہے۔ جس میں آگے پیچھے دائیں اور بائیں protection ہوتی ہے لیکن وہ بس bullet proof نہیں تھی security box موجود نہیں تھی۔ جناب چیئرمین یہ کیا مذاق ہے کہ ستائیس منٹ تک گولیاں چلتی ہیں اور وہ بارہ یا چودہ جتنے بھی تخریب کار تھے ان میں سے کسی ایک کو چوٹ نہیں لگتی۔ وہ دندناتے پھرتے ہیں۔ ہمارے سپاہی مارے جاتے ہیں لیکن ان سپاہیوں کی گولیوں سے کوئی دہشت گرد مضروب بھی نہیں ہوتا مرنا تو دور کی بات ہے ان حالات میں آپ کے وعدوں پر کون یقین کرے گا۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کل کے لاہور کے اخبارات کے اندر ایک یا دو نہیں، متعدد forensic experts کی رائے آئی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ سیکورٹی کا نظام

ٹھیک نہیں تھا بلکہ جو evidence تھی وہ بھی تباہ ہو گئی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو اسلحہ استعمال کیا گیا ہو، جن چیزوں پر بھی دہشت گردوں کا ہاتھ لگا ہو، ان کے انگلیوں کے نشانات کو اس طرح محفوظ کیا جاتا ہے کہ اس کا further analysis ہو سکے لیکن یہ احتیاط نہیں برتی گئی اور جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت کی evidence کو منٹوں میں دھو دیا گیا تھا طریقے سے یہاں پر بھی اس evidence کو ضائع کر دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنر مجرم ہے۔ پولیس انتہائی مجرم ہے، intelligence کی ذمہ داری ہے یہ intelligence failure بھی ہے یہ security failure بھی ہے اور یہ administration and governance کا failure بھی ہے۔ ممبئی کے واقعہ پر ہندوستان کے وزیر داخلہ نے استعفیٰ دیا ایک چیف منسٹر نے بھی استعفیٰ دیا۔ ہمارے ہاں سب دندناتے پھر رہے ہیں۔ کوئی جوابدہی نہیں۔ جناب والا! اس قومی سانحہ پر party politics سے بلند ہو کر احتساب ہونا چاہیے اور میں سری لنکا کی ٹیم اور وہاں کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے بڑے واقعے کے باوجود کھلے دل سے پاکستان کا ساتھ دیا۔ جو افراد شہید ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے لیکن یہ سوال ہمارے لیے سوہان روح ہے کہ اتنے بڑے واقعے میں دہشت گردوں کے خلاف کیا کارروائی ہو سکی۔ کون سا سیکورٹی کا نظام تھا کہ ان کی ایک گولی بھی ان کو نہیں لگی اور ہمارے چھ پولیس والے ڈھیر ہو گئے۔ وڈیو موجود ہے وہ دہشت گردی کا خونی کھیل کھیل کر بڑے اطمینان سے چلے جاتے ہیں، لیکن وہاں کوئی نہیں آتا۔ ستائیس منٹ تک فائرنگ، تین سو میٹر پر پولیس کا تھانہ ہے وہاں سے کوئی پولیس نہیں آتی۔ کیا جوابدہی کا کوئی نظام اس ملک میں نہیں ہے۔

جناب والا! تیسرا موضوع سوات کی صورت حال ہے۔ سوات ایک test case ہے۔ سوات میں جو کچھ ہوا وہ صریح ظلم تھا۔ پرویز مشرف نے امریکہ کی ایما پر خون بہایا تین سو معصوم انسان شہید ہوئے، چھ لاکھ بے گھر ہوئے۔ پچاس ہزار فوجی، پانچ چھ سو افراد کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے صحیح راستہ، جیسا کہ پارلیمنٹ کی قرارداد میں کہا گیا تھا کہ قوت کے استعمال میں نہیں ہے سیاسی حل ہے۔ میں welcome کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے سیاسی حل کی کوشش کی لیکن کیا مذاق ہے کہ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ کالعدم نفاذ شریعت اور اس کے سربراہ سے ہم بات چیت کرتے ہیں۔ یہ کیا مذاق ہے، کالعدم بھی ہے خلاف قانون ہے اور اس سے معاہدات بھی ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ آپ کو اسے recognize کرنا چاہیے تھا، اعتماد پیدا کرتے۔ تمام stake holders کو اس میں شامل کرتے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ حکومت پر لوگوں کا اعتماد نہیں ہے۔

اس سے پہلے جو بھی معاہدہ ہوا میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے، جتنے معاہدے 2006 سے اب تک ہوئے ہیں ہم نے ان کا مطالعہ کیا ہے جو وعدے کئے گئے ان وعدوں کو دونوں طرف سے اور خاص طور پر حکومت کی طرف سے اپنے وعدوں کو پورا کیا جائے، فوج کی طرف سے اس کا violation ہوا ہے۔ وعدوں کی یہاں پر کوئی اہمیت نہیں، agreement and understanding کو جب چاہے توڑ دیا جائے۔ اگر آپ یہ راستہ اختیار کریں گے تو پھر سیاسی حل کیسے رونما ہوگا۔ آج تک صدر نے نظام عدل کے regulation کو منظور نہیں کیا۔ حالانکہ یہ پہلا کام تھا جو ہونا چاہیے تھا لیکن آج تک نہیں کیا گیا اس کی وجہ سے وہاں بے اعتمادی ہے اور خدا نخواستہ، خدانخواستہ اگر یہ فیل ہوتا ہے تو ہم سوات کی نہیں بلکہ پورے علاقے کو آگ کی نظر کر رہے ہیں۔ خدا کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ کیجیئے۔ آپ یہ دیکھیے کہ سوات کے معاہدے کی سر دست مخالفت کون کر رہا ہے۔ امریکہ، برطانیہ، نیٹو سے پورا زور لگا رہے ہیں کہ یہ ناکام ہوجائے۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ پرسوں امریکہ کے اخبارات میں صدر صاحب کا جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ بھی وہی راگ الاپ رہا ہے جو امریکی انتظامیہ اور میڈیا کا دل پسند مشغلہ ہے۔ ان تحریر و تجزیہ میں وہ صاف کہتے ہیں کہ ہم طالبان سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ ہم ان تمام معاملات کو قوت کے ذریعے سے حل کریں گے۔ ہم امریکہ کو assure کرتے ہیں کہ فکر مند نہ ہوں۔ یہ دوغلا پن یہ duplicity خدا کے لیے اختیار نہ کیجیئے۔ وقت آگیا ہے کہ امریکہ سے دو ٹوک الفاظ میں کہیے کہ تمہاری so called war on terror کی پالیسی ناکام رہی ہے۔ افغانستان میں ناکام ہے، عراق میں ناکام ہے، ساری دنیا میں ناکام ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر دنیا بھر میں extremism اور terrorism بڑھا ہے۔ پاکستان میں بڑھا ہے اور پھر پاکستان میں اس سے ہزاروں افراد کی جان گئی، لاکھوں افراد بے گھر ہوئے، پورے ملک میں حکومت کی writ ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ جان کا کوئی بدل نہیں ہے لیکن جو economic loss ہوا ہے، میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ وزارت خزانہ کا (۳۰.۱ کھرب روپے) کا نقصان ہوا ہے وہ under estimation ہے لیکن اگر ہم اس کو مان لیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے ڈیڑھ سال کا بجٹ اٹھارہ مہینے کے کل بجٹ کا آپ کو نقصان ہوا ہے۔ پنتیس بلین ڈالر آپ کو نقصان ہوا ہے اور آپ کو aid میں کیا ملا ہے چھ ارب روپے خدمت انجام دینے کے ملے ہیں۔ اور hardly پانچ ملین مزید حاصل ہوئے ہیں یہ کیسی balance sheet ہے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ جناب والا! سوات کا مسئلہ ہو یا فاٹا کا اس مسئلے کا کوئی حل قوت کے استعمال میں نہیں اس کے لیے سیاسی حل میں واحد راستہ ہے، confidence building کے اقدام کیجیئے اور جو معاہدہ کریں وہ پورا کریں۔ یہ دوغلا پن ختم کریں جس میں امریکہ

کوappease کرنے کے لیے اپنے لوگوں کو ماریں اور امریکہ کے pressure کے نتیجے میں اپنوں ہی کو مار کر تصادم کی آگ نہ بڑھائیں، نیز معاہدات کو توڑنے کے رویے کو ختم کیا جائے۔

جناب والا! حضرت رحمٰن بابا کے مزار پر جو bomb blast ہوا ہے میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ جو افراد یہ کھیل، کھیل رہے ہیں وہ اسلام، پاکستان اور پشتون روایات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ کوئی جواز ان چیزوں کا نہیں ہو سکتا۔ میں یہ ماننے سے انکار کرتا ہوں کہ کوئی سچا مسلمان اس قسم کی حرکتوں میں involve ہو سکتا ہے لیکن اس سے زیادہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کا intelligence کا نظام، آپ کا سیکورٹی کا نظام، آپ کی حکومت کہاں ہیں۔ آپ writ of government کی بات کرتے ہیں لیکن writ of the government نہ وہاں ہے، نہ باقی پاکستان میں ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اور چاروں مسائل کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ تنازعات، قانون کی خلاف ورزی، دستور کا violation معاہدات کو توڑنا اس رویہ کو ختم کیجیئے۔ جوڈیشری کو بحال 3 نومبر 2007 کی judiciary کو اپنی اصل شکل میں نافذ کیجئے۔ دستور کو اس کی اصل شکل میں بحال کیجئے اور ایک پارٹی کی آمریت قائم کرنے کی بجائے اصل عوام کے جذبات کو سامنے رکھ کر حقیقی قومی مفاہمت پیدا کیجئے۔ تمام parties کے لوگ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر point score کرنے کے بجائے ملک کو اس حالت سے نکالیں۔

جناب والا! روم کے بارے میں تو کہا گیا تھا کہ روم جل رہا تھا اور نیرو بانسری بجارہا تھا لیکن آج پورا ملک جل رہا ہے اور ایوان صدر اور ایوان گورنر سے بانسری کی آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ خدا کے لیے اس حالت سے نکلئے اور ملک کو بچائیے۔ اگر آپ خلوص، دیانت اور transparency سے حالات کو صحیح انداز میں ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے تو پوری قوم اور پوری Parliament آپ کا ساتھ دے گی ورنہ یاد رکھئے کہ عوام کا انتقام، تاریخ کا انتقام ایک بدیہی حقیقت ہے۔ آپ اس سے بچ نہیں سکیں گے اور مجھے ڈر ہے کہ اس نظام پر ضرب کاری لگے گی۔ اس لیے یہ وقت ہوش کے ناخن لینے کا ہے، معاملات کو سنبھالنے کا ہے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی، مولانا گل نصیب صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اعدلوا ہوا اقرب لتقوی۔ جناب چیئرمین صاحب، میں بے حد شکر گزار ہوں کہ اس وقت انتہائی اہم

issues پر آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا اور ظاہر ہے کہ قومی اور ملکی مسائل انہی اداروں میں زیر بحث لا کر قوم اور ملک کو بچانے کا سب سے اہم اور بہتر موقع ہو سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں اپنی باتوں میں اور اپنی تقریر میں یہ چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ سوات میں جو معاہدہ طے پایا ہے اس کے اثرات، مضمرات، پیش منظر اور پس منظر، اور آگے جا کر کونسے اقدامات اٹھانے چاہئیں تاکہ ہم اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ رحمان بابا کے مزار پر حملہ اور اس کو بموں سے اڑانا اور اسی طریقے سے مولانا محمد خان شیرانی صاحب دامت برکاتہم پر بلوچستان میں خود کش حملہ اور سری لنکن ٹیم پر حملہ، یہ چاروں واقعات ایسے ہیں جو ملک کی امن و امان کی صورت حال کی طرف ہماری توجہ مبذول کرواتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت صوبہ سرحد میں امن و امان نام کی کوئی چیز نہیں۔ اغوا برائے تاوان روز کا معمول بن چکا ہے اور اب تک جو اغوا برائے تاوان ہوتے رہے ان میں بڑی عمر کے لوگوں کو، نوجوان لوگوں کو اغوا کیا جاتا تھا لیکن ایک مہینے سے پانچ سال کے بچوں کو بھی اغوا کیا جارہا ہے۔ خواتین کو اغوا کیا جاتا ہے۔ میں خود اپنی آنکھوں دیکھا حال سناتا ہوں کہ ہمارے علاقے چک درہ، ضلع دیر سے دو چھوٹے بچے، پانچ اور چھ سال کی عمر کے جو اپنے دروازے کے پاس آپس میں کھیل رہے تھے ان کو اغوا کر لیا گیا۔ چارسدہ میں، شب قدر میں چھ سال کا چھوٹا بچہ اغوا کر کے شہید کیا گیا۔ پورے صوبے میں اغوا برائے تاوان ایک منافع بخش کاروبار بن گیا ہے۔ جناب چیئرمین! Car lifting ایسی صورت اختیار کر گئی ہے کہ کوئی بھی باعزت آدمی بازار جا کر، عدالت جا کر، کچہری جا کر یا کسی اور جگہ جا کر واپس آنے کے بعد یہ نہیں سوچ سکتا کہ میری گاڑی پھر میرے ہاتھ آئے گی اور car lifting بھی روز کا معمول بن چکا ہے۔

جناب چیئرمین! ایسی صورت حال میں ذخیرہ اندوزی اور smuggling بھی طاقتور قوتوں کا من پسند مشغلہ بن گیا ہے۔ صوبہ سرحد میں ان پر کوئی ہاتھ ڈالنے والا یا ان کو روکنے والا نظر نہیں آرہا۔ جناب، ایسی صورت حال میں سوات میں طویل دوارنیے کی خون ریزی اور طویل دورانیے کی بد امنی کے بعد صوبائی حکومت نے معاہدہ بھی کیا اور مسودہ کا بھی اعلان کیا۔ اس معاہدہ اور مسودہ کے مندرجات تو ہمیں نہیں دکھائے گئے لیکن نہ ہمیں اعتماد میں لیا گیا ہے، نہ ہمیں وہ مندرجات دکھائے گئے ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کے بغیر بھی ان سے مکمل تعاون اور حمایت کرتے ہیں۔ اس

وجہ سے کہ سوات میں یہ صورت حال ہے کہ امن تو بعد کی چیز ہے لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر، اپنی جائدادوں کو چھوڑ کر، اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر ہجرت کر گئے ہیں۔

اسی طریقے سے مالاکنڈ میں جو پوری قوم کا متفقہ مطالبہ تھا کہ یہاں پر نفاذ شریعت کا اعلان کیا جائے اور اس کو عملی طور پر یہاں نافذ کیا جائے۔ صوبائی حکومت نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا اور نفاذ شریعت کے مسودے کا اعلان بھی کیا گیا لیکن جناب چیئرمین! ہمارے نزدیک قابل تشویش صورت حال یہ ہے کہ اگر کوئی بھی فریق مخالفت کرتا ہے تو ایک ایسی طاقتور قوت درمیان میں ہونی چاہیے تھی کہ وہ اس فریق کو control کرے، اس کو سزا دے، اس کو معاہدے کا پابند بنائے۔ میرے خیال میں یہ کردار مرکزی حکومت کو ادا کرنا چاہیے تھا کہ وہ صوبائی حکومت اور وہاں کے عوام کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس میں وہ فریق جو معاہدے کے خلاف چلتا ہے اس کو کنٹرول کیا جا سکے۔ لہذا جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس معاہدے کے بعد DCO کو اغوا کیا گیا اور چار پانچ گھنٹے کے بعد اس کو رہا کیا گیا۔ اس معاہدے کے بعد کئی دوسری اہم شخصیات کو اغوا کیا گیا۔ اس دوران ایک آدھ تصادم بھی ہوا۔ جناب چیئرمین، ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس معاہدے کو دوبارہ ناکام بنایا جائے، لہذا میری مرکزی حکومت سے گزارش ہے۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعہ سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ مرکزی حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ صوبائی حکومت اور تحریک نفاذ شریعت کے مابین خود کردار ادا کریں۔ کوئی فریق اگر معاہدے کی مخالفت کرتا ہے تو باقاعدہ مرکزی حکومت ان کے خلاف اقدامات کرے۔

دوسری عرض اور گزارش یہ ہے کہ تحریک نفاذ شریعت خالصتاً غیر سیاسی اور پرامن تحریک ہے، اس کو کیسے کالعدم قرار دیا گیا اور پھر اس کو کالعدم قرار دے کر ان کے ساتھ معاہدے کرنا یہ کس چیز کی غمازی کرتا ہے تو میرا مطالبہ اور گزارش یہ ہے کہ تحریک نفاذ شریعت کو فی الفور بحال کیا جائے تاکہ قوم اور حکومت کے درمیان جو مذاکرات ہو رہے ہیں ان میں اعتماد پیدا ہو اور ان کو جو شدید نقصانات ہوئے ہیں ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ مولانا محمد خان شیرانی صاحب جو قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل لیڈر ہیں اور ان کی بہت ہی خدمات ہیں اور

آپ خود جانتے ہیں ان کی اصول پسندی، تقویٰ اور الوہیت آپ خود جانتے ہیں، اس قسم کے لوگوں کے لئے بھی اس ملک میں امن نہ ہو تو پھر باقی قوم کیا توقع کر سکتی ہے کہ ہمیں امن ملے گا۔ جناب چیئرمین! میں بلوچستان حکومت سے اور مرکزی حکومت سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس واقعے کی مکمل تحقیقات کرائی جائے اور اس کے پیچھے جو انتہائی گھناؤنی سازش ہے اس کو بے نقاب کیا جائے۔ سری لنکا ٹیم پر جو حملہ ہوا ہے، ظاہر ہے جناب چیئرمین! یہ پوری قوم کے خلاف ایک اعلان جنگ ہے۔ اگر ہم بیرونی لوگوں کو بھی تحفظ نہیں دے سکتے اور ان کے جذبہ خیر سگالی کے بدلے بھی ہم ان کو امن نہیں دے سکتے ہیں تو یہ پوری قوم کے ماتھے پر ایک انتہائی کلنک کا نشان ہے۔ لہذا جناب چیئرمین! اس واقعے کی بھی پوری تحقیقات کی جائیں اور حکومتی اہلکاروں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ بیانات کے تضاد سے اپنے آپ کو بچائیں، ایک ہی موقف پر ڈٹے رہیں اور یہ ہماری قوم اور ملک کی عزت کا سوال ہے۔ لہذا اس سمت میں ایک بھرپور کردار اور رول ادا کرنا چاہیے۔ میں جمعے کے دن کی وجہ سے اپنی باقی باتیں ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پانچ منٹ اور ہیں اور کچھ کہنا چاہیں گے گورنر راج یا کسی اور بات پر۔۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب! میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا صاحب! میں نے بھی جمعے کے لیے جانا ہے لیکن آج ہمت میں ہوں، تازہ وضو کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ سیدھا مسجد میں چلا جاؤں گا۔ چلیں پھر ابھی جمعہ نماز کے لیے اور ۔۔ جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: There are 5, 6 speakers remaining and then I will wind up.

جناب قائم مقام چیئرمین: 3:30 کا وقت رکھیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: تین بجے اگر رکھیں تو شروع کرتے کرتے سوا تین بج جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تھوڑا lunch break بھی دینا ہے، ہماری عمر کا factor بھی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ we are young MNAs ہمارے تو گٹے گوڈے کھڑکے ہوئے ہیں سینیٹ میں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ساڑھے تین بجے ورنہ پریس کے لیے بھی لیٹ ہو جاتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پریس والے دوپہر کے بعد active ہوتے ہیں۔ صبح active نہیں ہوتے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: تین بجے رکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تو پھر انشاء اللہ جمعے کی نماز اور لنچ بریک کے بعد تین بجے دوبارہ ہاؤس اکٹھا ہو گا۔

We adjourn till 3.00 p.m. Thank you.

[The House was then adjourned to meet again the same day at 3.00 p.m]

(اجلاس جناب قائم مقام چیئرمین (میر جان محمد خان جمالی) کی زیر صدارت نماز جمعہ کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

Mr. Acting Chairman: Please be seated.

جیسے فوج میں کہتے ہیں کہ look at me. Who is going to take the floor? آپ floor لیں گے، جی پروفیسر ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر: جناب، گزشتہ سال 18 فروری کو پاکستان کے عوام نے بڑی توقعات کے ساتھ election جیتنے والی پارٹیوں کو mandate دیا اور ان کا واضح اور clear cut فیصلہ تھا، جنرل پرویز مشرف اور ان کی حامی پارٹیوں کے خلاف عوام نے کھل کر اپنا فیصلہ دیا۔ یہ فیصلہ در حقیقت ان کی پالیسیوں کے خلاف تھا، امریکی بالادستی، ملکی sovereignty کو گروی رکھنا، آمریت اور آمرانہ اقدامات، عدلیہ پر حملہ اور عدلیہ کے پرانے اور senior ججوں کو فارغ کرنا۔ عوامی مسائل جو امن و امان اور مہنگائی کے حوالے سے تھے، یہ اس فیصلے کی کچھ بنیادیں تھیں جو 18 فروری

کو عوام نے دیا۔ ان کی یہ توقع تھی کہ آمریت کے اثرات اور باقیات کو آئندہ آنے والی حکومت ختم کرے گی لیکن افسوس اور دکھ کی بات یہ ہے کہ عوام کی یہ توقعات پوری نہیں ہوئیں۔ آمریت کے حوالے سے عوام کی توقعات شاید کچھ زیادہ تھیں۔ اس لیے کہ انتخاب کے نتیجے میں مرکز میں جو حکومت وجود میں آئی، اس کی سربراہی پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس تھی اور اس پارٹی سے، اس کے ماضی سے، اس کی پالیسیوں سے آپ سو اختلاف کریں لیکن آپ کو یہ ماننا پڑے گا کہ اس پارٹی نے جناب ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور میں عوام کا علم بلند کیا، پاکستان کے جھنڈے کو اونچا رکھا اور آمریت کی بجائے جمہوریت کی بات کی، جمہوریت کے لیے جدوجہد کی۔

محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت جتنی افسوسناک ہے اس پر دو رائے نہیں ہو سکتیں لیکن یہ بات بھی شاید اس سے کم افسوسناک نہیں کہ محترمہ کی شہادت کے بعد آہستہ آہستہ ان کی پارٹی وہ نہیں رہی جو کہ تھی۔ اس کی جو آدرش اور امنگیں تھیں، جو اس کے ideas تھے، جو اس کی commitments تھیں وہ لوگوں کو بدلتی ہوئی دکھائی دیں۔ اب یہ پارٹی شاید بھول چکی ہے کہ آمریت کے بارے میں، امریکہ کے بارے میں، آمریت کی باقیات کو ختم کرنے کے بارے میں اس کا سابقہ موقف کیا تھا۔ بہرحال اس حکومت کی ابتداء اچھی تھی اور دوسری چیزوں کے علاوہ جس چیز کو لوگوں نے بڑا appreciate کیا وہ مفاہمت کا ایک جذبہ تھا جس کا اظہار کیا گیا اور اس سے توقع اور امید پیدا ہوئی کہ پاکستان کی سیاست کے جو گند ہیں، جنہیں کبھی فوج اس بہانے صاف کرنے آجاتی تھی کہ سیاستدان تو پھیلاتے ہیں ہمارا کام انہیں صاف کرنا ہے اور وہ مزید گند پھیلا کر جاتے تھے۔ بہرحال پاکستان کی سیاست کی اس گندگی کے بارے میں توقع پیدا ہوئی کے مفاہمت کی فضا سے یہ دور ہو گی اور خاص طور پر دو بڑی پارٹیاں پاکستان پیپلز پارٹی اور PML(N) جب قریب آئیں، ان میں مفاہمت کا ایک جذبہ پیدا ہوا تو سادہ لوح عوام نے یہ امید باندھ لی کہ اب پاکستان میں بہتر، صاف ستھری اور اچھی سیاست کا دور شروع ہونے والا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلسل وعدہ خلافیوں، مفاہمت کے جذبے کے تحت کیے ہوئے وعدوں کو توڑنے سے اس مفاہمت کو انتہائی نقصان پہنچا۔ اب climax یہاں تک پہنچا ہے کہ ایک انتہائی متنازعہ فیصلہ جو کہ ایک انتہائی متنازعہ کورٹ کے ذریعے لیا گیا، اس کی آڑ میں پنجاب حکومت ختم ہوئی اور دو popular leaders میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو نااہل قرار دیا گیا۔ اب یہ آواز سنی جا رہی ہے کہ یہ عدالت کا فیصلہ ہے، اس کو تسلیم کرنا چاہیے۔ دوسری طرف سے یہ آواز بھی آرہی ہے کہ اگر یہ عدالت کا فیصلہ ہے تو اس سے پہلے انتہائی متنازعہ

اور غلط فیصلہ جو جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں ہوا تھا اس کے بارے میں بھی اعلان ہونا چاہیے کہ اس وقت کی پیپلز پارٹی کی قیادت نے اور پوری پارٹی نے جس طرح اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور نہیں مانا تو اب یہ کہہ دینا چاہیے کہ اس وقت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور اس وقت کے جو پیپلز پارٹی کے leaders تھے ان کی بڑی غلطی تھی کہ انہوں نے ایک کورٹ کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ منطقی بات تو یہی ہے کہ وہ غلطی تسلیم کر کے آپ دوسروں کو تلقین کر سکتے ہیں کہ آئیے آپ کورٹ کے فیصلے کو تسلیم کریں۔

اس سلسلے میں میاں نواز شریف صاحب کا ایک واضح الزام آچکا ہے کہ ان کے حق میں فیصلہ دلوانے کے لیے ان کو deal کی پیشکش ہوئی، یہ تو اندر کی بات ہے، اس کے بارے میں اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن باہر جو سب کو نظر آرہا ہے کہ وہ بات گورنر راج کے قیام سے واضح ہو گئی ہے۔ اگر وفاقی حکومت کی اس سلسلے میں نیت اچھی ہوتی اور بد نیتی شامل نہ ہوتی تو گورنر راج نہ لگتا اور جمہوری تقاضوں کے مطابق مسلم لیگ (ن) کو پنجاب میں اس بات کا موقع دیا جاتا کہ آئیے آپ اپنا نیا لیڈر منتخب کریں اور جس کو ہم حکومت سازی کا موقع دیں گے۔ آپ کے فیصلے کے فوراً بعد PML(N) کی leadership اور میاں نواز شریف کے بیانات دیکھیں تو ان کا لب ولہجہ اس لب ولہجے سے بالکل مختلف ہے جو گورنر راج کے بعد انہوں نے اختیار کیا۔ یہ جو فضا بدلی ہے تو میں سمجھتا ہوں کے فیصلے سے زیادہ گورنر راج کے نفاذ اور اس کے بعد جس مقصد کے لیے شاید گورنر راج لگایا تھا horse trading کی کوشش نے اس فضا کو تبدیل کیا ہے۔ اللہ نہ کرے دشمنی کی فضا میں تبدیل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ان مسائل کو جمہوری اور سیاسی طریقے سے حل کرنے کی بجائے پس پردہ جوڑ توڑ، horse trading اور خرید و فروخت کا سلسلہ اس تمام معاملے کو اور بھی بگاڑ رہا ہے اور مزید بگاڑتا رہے گا جب تک کہ اس پر کوئی stop نہیں لگایا جاتا اور ایک U-Turn لے کر معاملات کو درست سمت پر نہیں لایا جاتا۔

گورنر صاحب نے اپنی افادیت دکھانے کے لیے کہ horse trading کے سلسلے میں وہ کتنے مفید ہیں، کل ایک خاتون ایم۔پی۔اے کو میڈیا کے سامنے بٹھا کر کہا کہ اس کے پیچھے 27 بندے اور ہیں۔ 27 کا عدد بڑا اہم ہے کیونکہ نون والوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارے 209 یا کم از کم 207 بندے ہیں، تو minus 27 کرنے سے impression یہ دینا مقصود ہے کہ ان کے پاس واضح اکثریت نہیں ہے، 371 کے ایوان میں 180 کی اکثریت command کرتے ہیں لہٰذا اس لیے ہم delay کر رہے ہیں اور ان کو موقع نہیں دے رہے۔ اپنی face saving کے لیے اور میڈیا اور عوام کے

سامنے سچا بننے کے لیے اس تعداد کا ذکر کیا جس کی کہ کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صبح کے سیشن میں میرے colleagues نے بالکل درست کہا کہ گورنر سے لے کر پوری انتظامیہ اور پیپلز پارٹی کی پنجاب میں جو پوری political leadership تھی چونکہ سب کی توجہ اس طرف تھی اس لیے سری لنکن کھلاڑیوں کے خلاف پاکستان کے لیے بہت ہی بدنامی لانے والا حادثہ پیش آیا، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ٹھیک ہے اس سلسلے میں پولیس والوں نے جو کہ موقع پر موجود تھے، انہوں نے اپنا فرض اپنی جانیں دے کر ادا کرنے کی کوشش کی اور اللہ کا شکر ہے کہ زخمی ہونے کے باوجود ہمارے یہ مہمان کھلاڑی بچ گئے۔ ایسے مہمان جو کہ اصرار کر کے انڈیا کے روکنے کے باوجود پاکستان آئے اور انہوں نے پاکستان سے یکجہتی اور دوستی کا اظہار کیا تھا، ان کے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ ساری انتظامیہ گورنر سے لے کر نیچے تک کی دوڑ دوسری طرف لگی ہوئی تھی اس لیے یہ بہت بڑا security lapse ہوا۔ اب گورنر صاحب نے بڑی عجیب و غریب بات کی ہے کہ شہباز شریف کی انتظامیہ کو معلوم تھا، ان کے پاس معلومات تھیں ہمارے پاس معلومات نہیں تھیں۔ جب اخبارات میں آیا کہ خفیہ ایجنسیوں نے واضح warnings دی تھیں اور یہاں تک نشاندہی کی تھی کہ فلاں جگہ حملہ ہونے کا امکان ہے، خدشہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس اطلاع تھی ہمارے پاس اطلاع نہیں تھی۔ یہ سبق بچوں کو تو پڑھایا جا سکتا ہے، یہ مضحکہ خیز بات چھوٹے بچوں کے سامنے تو کی جا سکتی ہے لیکن وہ لوگ جانتے ہیں کہ حکومتیں اور انتظامیہ کیسے چلتی ہے اور کیسے چلائی جاتی ہے، ان کے سامنے یہ بات کرنا انتہائی مضحکہ خیز اور قابل مذمت ہے۔ کیا شہباز شریف صاحب کی انتظامیہ وہ ساری فائلیں بغل میں دبا کر چلی گئی تھی جس میں کہ وہ فائل بھی تھی کہ جس میں نشاندھی کی گئی تھی کہ حملے کا خطرہ ہے اور اس کا کوئی تدارک کرنا چاہیے۔ بات وہی ہے کہ ساری انتظامیہ کو تو ایک ہی ٹارگٹ دیا گیا تھا کہ آپ نے ہارس ٹریڈنگ میں ہماری مدد کرنی ہے، اسی کے لیے ساری اکھاڑ بچھاڑ ہو رہی تھی اور اسی اکھاڑ بچھاڑ کے نتیجے میں اور انتہائی غفلت کے نتیجے میں یہ حادثہ ہوا جو کہ پاکستان کی بدنامی کا سبب ہے۔

میں سمجھتا ہوں گورنر صاحب میں تو اتنا ظرف نہیں کہ اس بہت بڑے حادثے کے بعد وہ استعفیٰ دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو پاکستان کا نام بچانے کے لیے، پاکستان کا وقار بچانے کے لیے فوری طور پر گورنر کو برطرف کرنا چاہیے تھا اور اب بھی گورنر کو برطرف کر کے سری لنکا کو اور پوری دنیا کو یہ پیغام دیں کہ جو شخص براہ راست اس بہت بڑے حادثے کا ذمہ دار تھا اس کو ہم نے فارغ کر دیا ہے۔ یہی وہ اقدام ہے جو کہ پاکستان کو آئندہ اس سلسلے میں بدنامی سے بچا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک سوات معاہدے کا تعلق ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بہت بڑا خوش آئند ہے ان حالات میں لیکن بات یہ ہے کہ (فارسی) بڑی دیر کردی مہربانوں نے یہ فیصلہ کرتے ہوئے اور ایک معمولی سا مطالبہ تھا۔ پاکستان تو بنا ہی اس نعرے پر تھا کہ یہاں نظام عدل نافذ ہوگا اور اسلام کا یہاں نفاذ ہوگا لیکن مختلف حکومتیں اس وعدے کو پورا نہ کرسکیں یا جزوی طور پر کوشش ہوتی رہی partially کچھ کوشش ہوتی رہی اس علاقے کے لوگوں کا PATA Regulations ہونے کے بعد خاص طور پر یہ مطالبہ تھا کہ یہاں کسی اور قانون کی بجائے شریعت کا قانون نافذ کیا جائے۔ اس کی وجہ سے پھر گڑ بڑ شروع ہوئی اور اس گڑ بڑ کو بھارت نے exploit کیا اور پاکستان کے دشمنوں نے اس کو exploit کیا اگر موقع نہ دیا جاتا تو ان کو بھی exploit کرنے کا کوئی وقت اور موقع نہیں مل سکتا تھا۔ راستہ یہی تھا مذاکرات کا۔ یہ ایک جائز مطالبے کو تسلیم کرنے کا پہلے بھی اور اب بھی یہی راستہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو بھی اس فیصلے کو own کرنا چاہیے، اسے own کرنے سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ یہ ٹھیک بات ہے کہ آج کل ان کے جو بیرونی مہربان ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کیا ہے کہ "اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں" ہے تو یہ West کی اور امریکہ کی نظر میں قابل اعتراض بات لیکن ہمیں اپنا مفاد دیکھنا ہے، ہمارے اپنے مفادات کا تقاضا کیا ہے؟ ہم اپنے علاقے میں کس طرح امن لاسکتے ہیں اس کے لیے ہر کوشش ہر جدوجہد ہم کرچکے ہیں، اپنے بے شمار بندوں کو مار چکے ہیں، ان کو دوسروں کے حوالے کرچکے ہیں، فروخت کرچکے ہیں، ان کے گھر مسمار کرچکے ہیں، انہیں گھر سے بے گھر کرچکے ہیں۔ سب کچھ کرنے کے بعد اس اقدام کو try کرکے جس کے فوری طور پر نتائج اچھے ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ حالات بالکل normalize ہوگئے ہیں لیکن جس خوشی کے ساتھ، جس مسرت کے ساتھ، جس jubilation کے ساتھ لوگ معاہدہ ہونے کے بعد باہر آئے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں یہ تو گزشتہ دو تین سالوں سے کم از کم ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہاں تو آبادی کی آبادی ختم ہوتی چلی جارہی تھی لیکن لوگ دیوانہ وار جس طرح خوشی سے جھوم کر باہر نکلے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعی یہ عوام کا ایک مطالبہ تھا جو پورا کرنے سے حالات اچھے ہونے کی توقع پیدا ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں important بات یہ ہے کہ اس پر عمل ہونا چاہیے۔ اس کی state کے مطابق letter and spirit میں عمل ہونا چاہیے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک مرحلہ آیا تھا اور نفاذ شریعت کا اعلان ہوا تھا اس علاقے کے لیے لیکن اس کے بعد اس پر عمل نہیں ہوا جس کا ردعمل چلتے چلتے یہاں تک پہنچا کہ اس نے پاکستان کے اندر ایک انتہائی عدم استحکام اور عدم

تحفظ کی فضا پیدا کردی۔ اس کا علاج یہی ہے کہ اب جس جذبے سے یہ معاہدہ ہوا ہے اسی جذبے کے تحت اس پر عمل کرنا چاہیے اور اس کو پورا کرنا چاہیے۔ یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ اسے قدرت والا تو مانتے ہیں لیکن بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ مزید ماننا پڑتا ہے، مزید اس ماننے میں اور تقویت آتی ہے۔ اللہ کی قدرت ہے کہ یہ معاہدہ کن کے ہاتھوں ہوا ANP کے ہاتھوں جو اپنے آپ کو سیکولر پارٹی سمجھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن انہوں نے حالات کو دیکھا، حالات کی نبض کو پہچانا کہ اس کے بغیر اب کوئی چارہ نہیں ہے اور اس کو انہوں نے apply کیا ہے اور اللہ کرے کہ یہ کامیاب ہو، امید یہی ہے کہ کامیاب ہوگا بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے۔ آخر میں، میں اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ جنہوں نے پہلے بات کی ہے، میں بھی انتہائی مذمت کرتا ہوں۔ یہ قومی ورثے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ قومی میراث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قومی شاعر جنہوں نے قوم کی بات کی، علاقے کی بات کی، جنہوں نے قوم کو ایک جذبہ دیا، رحمان بابا جیسے شاعر ہم نے ان کا ترجمہ ہی پڑھا ہے لیکن وقتاً فوقتاً اخبارات میں، جرائد میں بھی ان کے اشعار نقل ہوتے ہیں جو انہوں نے اپنی قوم کو جذبہ اور پیغام دیا اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک صوبے کے لیے نہیں بلکہ ایسے لوگ پورے ملک کے لیے احترام کے قابل ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے بے حرمتی کی ہے ان لوگوں نے ایک صوبے کے ساتھ یا ایک زبان بولنے والوں کے ساتھ نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم کے ساتھ زیادتی کی ہے اور یہ اس بات کو بھی indicate کرتا ہے کہ حالات پوری طرح وہاں normalize نہیں ہوئے اور کم از کم وہ لوگ جو ان حالات کو exploit کر رہے تھے وہ ابھی تک سرگرم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نظام عدل اور نفاذ شریعت کے بعد پھر ان لوگوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے کہ جو غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور جن کا کوئی ایجنڈا نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ پاکستان کے اندر فساد اور انتشار پھیلائیں اور جن کا کوئی ایجنڈا نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ ملک کو عدم استحکام سے دوچار کریں اور اس کے لیے کھل کر ہمیں ان پس پردہ قوتوں کا نام لینا چاہیے کم از کم ان کی نشاندہی کرنی چاہیے۔ بھارت میں جو معاملہ ہوتا ہے وہ سب سے پہلے پاکستان کا نام لیتا ہے لیکن جن معاملات میں بھارت ہمیں ملوث نظر آتا ہے، ہمارے ذمہ دار اداروں کو ملوث نظر آتا ہے، وہاں بھی ہم نام لینے کے لیے تیار نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وقت آگیا ہے کہ نفاذ شریعت کے اعلان کو عملی جامہ پہنانے کے بعد ان دشمنوں کی طرف توجہ دیں جو کہ ان حالات سے اپنا الو سیدھا کر رہے تھے اور اپنا کام نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس پر چل کر پوری طرح اس علاقے میں اور پورے ملک میں امن و امان قائم کیا جاسکتا ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ جی۔ پہلے پارٹیوں کی نمائندگی ہو جائے۔ حاجی عدیل نے تو وقت لے لیا ہے۔Dr. Malik Sahib please take the floor نہیں ہیں۔ ابھی explanation through Raza Rabbani Sahib ڈاکٹر مالک نہیں بولنا چاہتے۔ پھر کرنل طاہر مشہدی صاحب۔ پھر اس کے بعد آپ تھوڑی سوات کے بارے میں clarification دیں کہ پھول نکلے ہیں نہیں نکلے ہیں۔ انسانوں کے پھول نکلے ہیں نہیں نکلے ہیں یہ سارے آپ سے پوچھنے لگے ہیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. Mr. Chairman! Pakistan was created, the founder of Pakistan Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah envisaged Pakistan to be a tolerant, liberal and modern state. Unfortunately, we see all three things missing and we seem to be getting mixed up with quaint physiology in mysticism and we are forgetting what was the action, essence of the creation of Pakistan and if anybody really wants to find out this wall behind me, as soon as you come out of the lift his words are written in Golden words for all to see and read and to comprehend and understand and try to live by them. But unfortunately what do we have, we have attacks on very, very highly respected religious scholar of Balochistan Maulana Sherwani. I condemn it with all the words at my command, we have the desecration of the tombs of the spiritual poet the sufi saint Rehman Baba around in the vicinity of Peshawar in Pakhtoonkha. We can only weep at the state of affairs. These men of God, they have given us the real essence of Islam by which we have lived as brothers in complete harmony for centuries and now the sectarianism, fundamentalism and militancy, terrorism and God knows what else has come to tear us all apart from each other. Brother is being pitted against brother, Tribe against Tribe, Province against Province and we are having to live

life of misery, desperation, squalor and absolute disgrace in the comity of Nations all over the world. People are looking down at Pakistanis which is the greatest tragedy of all this great nation.

The great nationalities which constitute this great nation, are being looked down upon, whether deserved to be given their right full place, the highest respect, dignity and honour which our peoples deserved. That is being denied to us because the act of a few mad men, a few barbarians, a few uncouth, uncivilized, blood thirsty, draconian characters who are doing no service to Islam. They are doing no service to Pakistan. They are doing no service to their tribes. They are doing no service to their families and they are certainly not doing any service to themselves by killing, by maiming, by bombing, by suicide bombing, by attacking. I strongly condemn the desecration of shrine of the Sufi poet Rehman Baba because he was not a poet of the Pakhtoonkhah only, he was not a Pashtoon poet only but he was highly loved and respected all over Pakistan.

We in Sindh had the highest regard for him and Khushal Khan Khattak. We take them to be our leaders. We take them to be our spiritual guides and when the tomb is desecrated, we are hurt and we weep. Added to this, it is a nefarious attack on a cricket team when no cricket team in the world would come to Pakistan. The brave Sri Lankan, they defied India, they defied the International Cricket Council and they came on tour to Pakistan to give solace, to give entertainment, to give joy to the people of Pakistan who are great lovers of this game of cricket and what did a handful of misguided bigoted, fundamentalist type of people do, they attack them in broad day light. A lot of words are being uttered, a lot of allegations and counter allegations are being made. Every government in the world and our government especially have

certainly provided them maximum security whatever they could. No country, no forces, no law enforcing agencies in the world can provide 100% security. It was not provided in the Munich games. It was not provided to the J.F. Kennedy. It was not provided to Shaheed Benazir Bhutto Sahiba. It was not provided at numerous occasions but when terrorist really want to attack, they will always find a place. But I salute the law enforcing agencies, the police, the young boys who laid down their lives and embraced martyrdom in protecting our guests. We Pakistanis proved that we look after our guests and we honour them. We at least lived up to that by ensuring their safety and security and I am grateful to the Cricket Board of Sri Lanka and the players for the kind words they have uttered. Not one word has been uttered by the people against whom this heinous crime was perpetuated. Not one of them has complained about any of the arrangements but it is our moral duty and we demand that no stone should be left unturned and these monsters, who were responsible for this drastic attack, they must be rounded up. The hidden hands who made the plan, they must be captured and they must be taken to task.

It is absolutely imperative that the whole investigative process should be allowed and here I must caution those of my friends and colleagues who quickly and very, very openly gave a blanket type of statement which will help in aid to those people who created this attack. Some say that it were not fundamentalists. Some say it was India. Some say it was a hidden hand. Some say it was America. It is too early to say what is required, it needs a thorough investigation and after a thorough investigation is completed, we should as a nation take up the situation. Whoever are the culprits, they should not be spared and all of us together should follow it up and we should finish it.

The third point that we are discussing today in this debate, is the Governor's rule. Mr. Chairman! I represent an ideological party, a political party which has its own principles. We have suffered the most in 11 months Governor's rule which was imposed by Nawaz Sharif Government in Sindh and the operation was taken against us. We know all the evils that can come from governor's rule. We know that it is not the democratic process. We know that it is harmful to democracy. Therefore we call upon the government to withdraw the order of Governor's rule as soon as possible, and bring the country and the province of Punjab back on to the rails of true democracy. Whoever is the majority party, whoever can prove to be the majority, let the government be handed over to them and let us have a smooth functioning of democracy in all the four Provinces which constitute this great land of ours.

The time is not to indulge in the blame game. The time is not to go into the past because if you go into the past a lot of skeletons will come out of the cupboard. We should look forward. We have a chance of perfect democracy. We have a chance Mr. Chairman, to bring this country and the democratic institutions on to the democratic way of life. We have a chance to really indulge in dialogue, in reconciliation. We should grab it with both hands and both sides must show the restraint, both sides should go the extra mile, if possible, to bring harmony and peace into this country. We cannot continue all March, long march and short marches. What we need is development. What we need is good governance to solve the problems which are being faced by the people of Pakistan. The people of Pakistan are facing high prices. We are facing load shedding. We are facing high prices in gas. We have got unemployment problems. We have external and internal dangers. We have this terrorism and fundamentalism which is eating away

very vitals of our society. We have corruption which is deep rooted. We have black-marketing and hoarding. Let us all unite, let us all get together and fight these social evils rather than fight each other. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Raza Muhammad Raza please take the floor. You have missed the Prime Minister Mr. Liaquat Ali Khan, which was the first tragedy in the political history. The hanging of Mr. Zulfiqar Ali Bhutto and other you know, these are all things that added up. Saga is continuing, this is the worst part.

سینیٹر رضا محمد رضا: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ مجھے بڑے اہم موقع پر بولنے کا شرف دے رہے ہیں۔ میرے پارلیمانی لیڈر جناب عبدالرحیم مندوخیل بیرونی دورے کی وجہ سے موجود نہیں ہیں۔ آپ نے مجھے اپنا اور پارٹی کا موقف بیان کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں اس ملک کے محکوم عوام، پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی تمام کی تحریک کے لیے پونم کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے عرض کروں گا۔ یہ بڑے اہم موضوعات ہیں اور میں اس پر اپنے alliance کا نقطہ نظر پیش کروں گا۔ جناب چیئرمین! بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف ہمارے ملک میں ایک انتہائی بحران کے بعد دوسرا رونما ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی بڑے سنگین واقعات ہوتے رہے ہیں جس سے اس ملک کے جمہوری نظام کی اور بقا کو خطرات لاحق ہوئے ہیں، دوسری طرف ہمارا یہ ہاؤس جو اس ملک کا federating unit ہے اور چاروں صوبوں کا ایک فورم ہے اور اس کی یہ خاموشی، بے بسی اور یہ خالی ہاؤس اس سے ہماری سنجیدگی کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہمارا ان بحرانوں کو حل کرنے میں کیا رول ہو گا؟ جناب چیئرمین! یہ واقعات ایک دوسرے سے زیادہ سنگین ہیں اور میں حیران ہوں کہ ان کی تردید کیسے کی جائے۔ ہم نے All Parties Conference کے انعقاد سے لندن میں جولائی 2007 میں بحرانوں کو حل کرنے کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت ایسے حالات تھے کہ جنرل مشرف کی فوجی آمریت نے اس ملک کے آئین کو مکمل طور پر پامال کرتے ہوئے ایک مارشل لاء کی حکمرانی مسلط کی تھی اور پارلیمانی نظام کے structure کو یکسر تبدیل کر کے ایک واحدانی صدارتی نظام میں بدل دیا تھا اور سترھویں ترمیم کی شکل میں اس کو indemnity بھی دی تھی۔ ملک کی تمام پارٹیوں نے ماضی کی تلخیوں کو بھلاتے

ہوئے ایک charter of democracy پر دستخط کیے تاکہ آمر کی حکمرانی سے چھٹکارا حاصل ہو سکے۔ چھوٹی پارٹیوں نے بھی اس موقف کو تقویت دینے کے لیے لندن جا کر یہ commitment کی کہ ہم نے مل کر اور متحد ہو کر اس ملک کو آمریت کے نظام سے ہمیشہ کے لیے نجات دلانا ہے،۔ اس ملک کے آئین کو 12 اکتوبر 1999 کی پوزیشن پر بحال کرنا ہے، اس ملک میں آئین اور قانون کی بالادستی، قوموں کی، صوبوں کی خود مختاری کو یقینی بنانا ہے اور اس کے لیے اگر ہمیں بائیکاٹ بھی کرنا پڑا، ہمیں اسمبلیوں سے استعفیٰ بھی دینے پڑے تو ہم یہ کریں گے۔ اس commitment کے ساتھ آغاز ہوا تھا اور بے شمار قربانیوں کے بعد جس میں محترمہ بینظیر بھٹو کی قربانی بھی شامل تھی، ہم نے کامیابی حاصل کی۔ اس وقت ملک کی آدھی پارٹیوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ جب تک اس بات کی گارنٹی نہیں ملتی کہ اس ملک میں جمہوریت محفوظ ہو گی، آئین بحال ہو گا، عدلیہ بحال ہو گی، فوج جیسے ادارے کی مداخلت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گا اس وقت تک کسی صورت میں بھی الیکشن میں حصہ نہ لیا جائے۔ جناب چیئرمین! جن پارٹیوں نے حصہ لیا ان کا وعدہ بھی عوام کے ساتھ یہ تھا کہ ہم ایوانوں میں جا کر مارشل لاء کے نظام کا خاتمہ کریں گے، عدلیہ کو بحال کریں گے، اس ملک میں آئین و قانون کی حکمرانی لائیں گے اور عوام کو تعلیم، روٹی، کپڑا، مکان اور روزگار کے حقوق دلائیں گے۔ کیا کیا سہانے وعدے اور خواب ہم نے دیکھے۔ جناب چیئرمین! جن لوگوں نے الیکشن میں حصہ لیا، ایوانوں تک پہنچ گئے اور جن لوگوں نے بائیکاٹ کیا آج آپ کے سامنے دونوں موقف ہیں۔ ہم سرخرو ہیں۔ ہم نے جو موقف اختیار کیا تھا All Parties Democratic Movement نے اس میں پشتونخواہ ملی پارٹی اور دیگر پارٹیوں نے اس موقف کے تحت بائیکاٹ کیا کہ جب تک آمریت کا خاتمہ نہیں ہوتا آپ ناکام رہیں گے۔ اس ملک میں فیصلے Establishment کی ملٹری اور سول بیوروکریسی کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ فوج کے جرنیلوں کی طاقت ہے اور وہ موجود ہے۔ اب ہم کس طرح سرخرو ہیں کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا اور وہی مارشل لاء کا نظام نہ صرف جاری و ساری ہے بلکہ تمام chief posts پر ان کے مہربان براجماں ہیں۔ اویس غنی صاحب اسی طرح شان و شوکت سے حکمران ہیں، سندھ میں عشرت العباد، مگسی صاحب اور تاثیر صاحب سب موجود ہیں۔ مشرف صاحب کہتے ہیں کہ میرا جسم اور روح دونوں active ہیں اور تاثیر صاحب کی تعیناتی میری مرضی سے ہوئی تھی۔ ساجد میر صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں بڑی توقعات تھیں اور واقعی کروڑوں لوگوں کی بڑی توقعات تھیں کیونکہ ہم نے بڑے قائدین کی قربانیاں دی تھیں، کارکنوں کی شہادتوں اور قید و بند کی صعوبتوں کی صورت میں قربانیاں دیں اور اس پارلیمانی نظام کو

لائے۔ ہماری توقع یہ ضرور تھی کہ اگر ہم اور کچھ نہ کر سکے تو کم از کم ہم اس آئین کو بحال کر سکیں گے جو مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے تھا۔ جب کہ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایسے اقدامات ہوتے رہے ہیں اور پہلے بھی ہوتے رہے ہیں جس نے ہمارے ملک کے جمہوری نظام کے ساتھ وابستہ امیدوں کو مزید چکنا چور کیا ہے۔ اب تو تصادم نے ایک ایسی صورت اختیار کی ہے جس کے مستقبل کی کوئی پیش بینی نہیں کر سکتا کہ ہمارے ملک کو کون کون سے مسائل درپیش ہوں گے۔

جناب! اس ملک میں ایک ایسے شخص کو جو دو بار وزیر اعظم منتخب ہوئے اور جس کو پنجاب جیسے اہم صوبے میں اکثریت حاصل ہے اس کی نااہلی PCO کے Judges کے تحت، ڈوگر کی عدالت کے ذریعے کی گئی ہے۔ میں اس کو خلاف آئین، خلاف قانون سمجھتا ہوں اور اس کو مسترد کرتا ہوں۔ یہ ایک سیاسی حکم اور سیاسی اقدام تھا اور یہ بصیرت اور فہم پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ایک جمہوری جذبے کے تحت نہیں۔ یہ افسوسناک قدم ہے اور اس کے ساتھ گورنر راج کا نفاذ جس کا کوئی آئینی، کوئی اخلاقی جواز نہیں تھا۔ ہم اب دیکھ رہے ہیں کہ وہی طور طریقے جو بدترین آمروں کے ہوتے ہیں کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ضمیر کو ان کے mandate کے خلاف کیا جائے اور مجبور کیا جائے کہ جو بھی حکومت ان پر مسلط ہو اس کے لیے تیار کیا جائے۔ اس کے بڑے خطرناک نتائج نکلیں گے۔ میں گورنر راج کے خاتمے کا مطالبہ کرتا ہوں اور یہ ہمارا mandate ہے اور اس mandate میں کوئی فرق نہیں جس کے ذریعے 18 فروری کو صدر بنا ہے، وزیر اعظم بنا ہے، دیگر صوبوں میں وزیر اعلیٰ اور وزراء بنے ہیں وہ وہی mandate ہے جو 18 فروری کو ملا ہے اور جس کے تحت یہ کہتے ہیں کہ یہ میرا حق ہے تو اس mandate کا احترام کیا جائے۔ جناب چیئرمین! اب تو باتیں اس سے آگے نکل گئی ہیں۔ اب تو ایک ایسی صورتحال بنی ہے کہ جب تک آپ اس عدلیہ کو جو اس ملک کی عدلیہ 2 نومبر کو قائم تھی، جس کو مشرف نے غیر آئینی اقدام سے 3 نومبر کو ختم کیا۔ اس غیر آئینی اقدام کے خلاف جناب چیئرمین! نہ ہمیں یہ جسارت ہو رہی ہے اور نہ ہم میں جرات ہے کہ اسے indemnify کریں اور اسے 17th Amendment کے ساتھ اس کو آئین کا حصہ بنائیں اور اس پر ہم سب دستخط کر لیں، نہ ہم میں یہ جرات ہے کہ اس کو مسترد کریں۔

جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ اس ملک کی عدلیہ وہی ہے جو آئین کی رو سے 2 نومبر کو قائم تھی۔ اس عدلیہ کی بحالی کے لیے اب کروڑوں لوگوں کا مطالبہ ہے۔ اب کوئی ایسا شخص نہیں جو اس مطالبے کو جائز تسلیم نہیں کرتا اور اپنا رول ادا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اب بہت کم دن رہ گئے ہیں،

اگر ہم اس زور آزمائی اور ضد پر قائم رہے کہ ہم اس ملک کی judiciary کو بحال نہیں کریں گے تو ایک ایسا تصادم ہونے والا ہے جس کے بعد صورت حال پر قابو پانا کسی کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ کوئی ادارہ بھی اس ملک میں نہیں رہے گا۔ یہ فوج کے بس کی بات بھی نہیں رہے گی۔

جناب چیئرمین! تمام عوام کے behalf پر، میں یہ مطالبہ کرتا ہوں، کروڑوں لوگوں کی یہ خواہش ہے اور مطالبہ ہے کہ وہ عدلیہ فوری طور پر بحال ہو، آئین ہم بحال کریں، 12 نومبر کی پوزیشن پر، judiciary ہم بحال کریں 2 نومبر کی پوزیشن پر۔ جو بے چینی قوموں اور صوبوں میں پائی جاتی ہے وہ اس لیے ہے کہ ان کے لیے کوئی constitutional guarantees باقی نہیں رہیں۔ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں لیکن یہ بے اختیار ایوان ہے۔ اس کو کوئی برابری کا اختیار نہیں ہے اور قومیں چاہتی ہیں کہ اپنے وسائل پر ان کا اختیار ہو، ان کو autonomy حاصل ہو، ان کو فیصلہ سازی میں، حکومت کرنے میں آزادی حاصل ہو، خود مختاری حاصل ہو اور ان کی اس خود مختاری کا احترام کیا جائے۔ اس وقت یہ agenda ہے ملکی صورت حال کا کہ آپ حل نکالیں قوموں اور صوبوں کو مطمئن کرنے کا۔

جناب چیئرمین! ہم کہتے ہیں کہ بہت بڑے واقعات ہوئے ہیں، مہمان سری لنکن ٹیم پر حملہ ہوا۔ جناب! یہ صرف ایک حملہ نہیں ہے، گو کہ حملہ اسی طرز کا تھا جس طریقے سے ممبئی میں ہوا اور اس کے بعد پھر کابل میں ہوا۔ افغانوں نے تو شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو منٹ میں دہشت گردوں کو فارغ کیا لیکن ان کا اسی طرز کا تیسرا حملہ لاہور پر 25 سے 27 منٹ جاری رہا اور میں تائید کرتا ہوں ان ساتھیوں کی جنھوں نے کہا کہ اس کے ذمہ دار گورنر تاثیر ہیں جو حکومت گرانے کے کام پر مامور تھے اور ان کی نا اہلی کا یہ عالم کہ اتنے بڑے challenge کے باوجود کوئی security اور کوئی انتظامیہ نہیں تھی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر شہباز شریف وزیر اعلیٰ ہوتے تو آپ کو یہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔ یہ secure ہوتے۔ گورنر میں اگر اخلاقی جرأت ہوتی تو ان کو اس ناکامی پر استعفیٰ دینا چاہیے تھا۔ ان کی وجہ سے پیپلز پارٹی کو آئندہ بہت بڑے challenges کا سامنا کرنا پڑے گا۔ غلط مشوروں، غلط ہدایات اور غلط معلومات پر انھوں نے یہ صورت حال create کی گو کہ ان کی ذمہ داری اور بھی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دہشت گردی کا وہ عمل جو کئی دہائیوں سے جاری ہے، جس نے آپ کے اس ملک کو داخلی اور خارجی طور پر بڑے سنگین خطرات سے دوچار کیا ہے۔ میں افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ جو لوگ لاہور میں دہشت گردی کے اقدام کی مذمت کرتے ہیں کہ بہت بُرا ہوا، پاکستان کے image کو بڑا نقصان پہنچا، خوف اور دہشت مسلط ہوئی، لاہور جیسے پُرامن شہر میں، دنیا میں ایک ایسا پیغام گیا کہ پاکستان دنیا

میں ایک بار پھر ایک terrorist state اور ایک ناکام ریاست ہے لیکن وہی لوگ پھر ان دہشت گردوں کے حق میں بہت کچھ کرتے ہیں۔

میں رحمان بابا کے مزار پر حملے کی بات کرنے سے پہلے سوات کے معاہدے پر آتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ تمام دہشت گرد ایک ہی plan اور ایک ہی command کے تحت ہیں۔ جس دن جن دہشت گردوں کے ساتھ آپ نے معاہدہ کیا، ابھی تو ہمارے دوست بھی بہانے ڈھونڈتے ہیں کہ وہ طالب تھے، وہ صوفی تھے، جس کو آپ سب سے بڑا امن پسند کہتے ہیں، وہ سب سے بڑے دہشت گرد تھے۔ انہوں نے ہزاروں لوگوں کا لشکر بنا کر، ان کو بھی قتل کروایا اور افغانستان میں ہزاروں بے گناہ لوگوں کا خون بہایا، اسی صوفی محمد نے سب سے پہلے سوات میں، ہتھیار اٹھائے تھے اور قتل و غارت گری کا آغاز کیا تھا۔ وہ معصوم نہیں ہیں اور نہ فضل اللہ اور دیگر قوتیں اس سے الگ ہیں، نہ وزیرستان میں بیٹھے ہوئے تمام دہشت گردان سے الگ ہیں۔ ان سب کا command and control القاعدہ کے ساتھ ہے۔ کوئی کھے نہ کھے دہشت گردوں کا ایجنڈا آپ نے دیکھا کہ ایک محاذ پر معاہدہ بھی اس وقت جب اس مشترکہ پارلیمان کی قرارداد کے تحت، ہماری security forces کی ذمہ داری تھی کہ ان دہشت گردوں کا خاتمہ کیا جائے جس نے ملک کی security کو داؤ پر لگایا ہے۔ جن کی وجہ سے اندرونِ ملک حکومت کی writ ختم ہو رہی ہے اور صوبہ پختونخواہ، فاٹا اور سوات میں بلکہ تمام ملک میں حکومتی writ کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ یہ قرارداد کی روح تھی کہ ان کے خلاف لڑائی کی جائے۔ مذاکرات اور معاہدے ان کے ساتھ کئے جائیں جو اس ملک کے آئین و قانون کی بالادستی کو تسلیم کریں، قانون کی حکمرانی کو قبول کریں، state کی writ کو قبول کریں۔ یہی کچھ ہمارے حکمران بھی کہتے رہے ہیں لیکن معاہدہ خاص اس لمحے، اس مرحلے پر ہوا جب ان دہشت گردوں کا خاتمہ ہونا تھا۔ ان پر گھیرا تنگ ہو چکا تھا، ان کو سوات سے نکال باہر کرنے کی گھڑی آچکی تھی۔ وہ مردہ یا زندہ حالت میں خاتمے کے قریب تھے لیکن آپ نے معاہدہ کیا۔ یہ تو بعد کے حالات و واقعات بتائیں گے کہ یہ surrender تھا یا معاہدہ تھا۔ آج سوات پر کس کی حکمرانی ہو گی؟ یعنی وہ کہتے ہیں کہ آپ نے جس brutal bidder کو، جس ظالم فریق کو آپ نے اقتدار حوالے کیا ہے، اختیار کس کا ہو گا، فیصلے کون کرے گا؟ وہ جو کہتے ہیں کہ ہم شریعت لا رہے ہیں، کس قسم کی شریعت لا رہے ہیں؟ آج بھی آپ دیکھ لیں، ان کے 17 نکات میں کیا ہے؟ ان کی حکمرانی ہو گی، ان کے قاضی کون مقرر کرے گا؟ کیا آپ کی کوئی writ ہو گی، کوئی تھانہ تحصیل، کوئی حکومت ہو گی؟ آپ تو surrender کر گئے، آپ نے امام ڈھیری کو ان کے حوالے کیا ہے جو دہشت

گردی کا سب سے بڑا مرکز ہے، جہاں سینکڑوں لوگوں کے سر کاٹے گئے ہیں، جہاں سرِعام لوگوں کو قتل کیا گیا ہے، جہاں مردوں کو نکال کر، بڑے بڑے معزز لوگوں کو لٹکایا گیا ہے، جہاں سینکڑوں سکول جلائے گئے ہیں۔ کوئی مجرم قانون کی گرفت میں نہیں آیا بلکہ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ان سب کو آپ نے معاف کرنا ہے اور زرداری صاحب نے اس پر دستخط کرنے ہیں۔ یہ معاملہ پھر یہیں تک نہیں رہے گا۔ یہ کیسا ملک ہے، اگر ہم مسلمان ہیں، شریعت کے ہم سب پابند ہیں تو کیا سوات کے لوگ ہم سے کوئی الگ مسلمان ہیں۔ اگر ان کے لیے الگ نظام ہے تو یہ نظام لاہور میں کیوں نہیں۔ یہ نظام کراچی میں مشہدی صاحب کے پاس کیوں نہیں۔ یہ پھر کوئٹہ میں کیوں نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین! ہم چاہتے ہیں امن آئے۔ ہم چاہتے ہیں معاہدے ہوں، ہم چاہتے ہیں معافی بھی دی جائے لیکن ان لوگوں کو جو اپنے کیے پر پشیمان ہیں۔ جو اس وقت دستبردار ہیں کہ ہم نے جو کچھ کیا کیا، آئندہ ہم آئین و قانون کو تسلیم کریں گے، ان لوگوں کے ساتھ آپ بے شک معاہدے کریں لیکن جب آپ surrender ہوتے ہیں، اسی وقت جب معاہدہ ہو رہا تھا تو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں حملے ہوئے، شیرانی صاحب پر حملے ہوئے، اسی دوران مردان کی بیسیوں دکانوں کو جلایا گیا، پشاور میں حملے ہوئے، تمام حملے ایک ہی command and control اور ایک ہی plan کے تحت ہوئے۔ ایک محاذ پر پیش رفت کرتے ہیں، دوسرے پر پیچھے ہٹتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم نے بڑا کمال کیا اور بہت اچھا کیا۔ خدا کرے کہ ایسا ہو لیکن کاش وہ اسلام کے لیے لڑتے، کاش ان کا مطالبہ شریعت ہوتا، اسلامی نظام ہوتا۔

جناب چیئرمین! ان کا agenda اسلام نہیں۔ وہ جو خارجی دہشت گرد ہیں، وہ اس ملک کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ افغانستان کی خواہش ان کے ذہن سے نکل گئی ہے، ان کا وہ ارمان ادھورا رہ گیا ہے۔ اب سوات، فاٹا اور پختونخواہ جیسی سرزمین پر وہ اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں اور جس کے نتیجے میں سارے ملک پر اور ہم ان کو مواقع دے رہے ہیں۔ جناب! اسی پر بات نہیں رکے گی۔ دنیا یہ تصور کر رہی ہے اور ہمارے عوام بھی یہ دیکھ رہے ہیں کہ سوات دہشت گردوں کا بدترین مرکز بنے گا، یہ محفوظ پناہ گاہ ہوگا اور لاہور جیسے اقدامات کا سلسلہ سوات سے جاری رہے گا۔ اب بھی اگر ہم نے اس ملک کو بچانا ہے، ہماری افواج نے، ہماری پارلیمنٹ نے، ہماری جمہوری قوتوں نے دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہے، ہمارے ملک کی بقا کا انحصار صرف اس نکتے پر ہے کہ اس ملک پر اگر دہشت گردوں کی حکمرانی ہوگی تو دنیا ان کے خلاف لڑے گی، وہ ناقابل تصور نتائج ہوں گے یہ ایٹمی ملک ہے۔ دنیا کو یہ قطعاً قبول نہیں ہوگا کہ یہاں پر اسامہ بن لادن کی حکمرانی ہو، دنیا کے لیے یہ ناممکن ہے۔ حالات اس

طرف بڑھ رہے ہیں۔ جناب والا! یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دہشت گردی کا خاتمہ کریں، دہشت گردوں کو ہتھیار پھینکنے پر مجبور کریں، اپنے ملک سے ان کو نکال باہر کریں۔ اس کے بعد قانون اور آئین کی حکمرانی writ of the state قائم کریں۔ یہ درست ہے کہ یہ ایک مسلمان ملک ہے اور اس کے آئین میں ان قوتوں کے ذریعے سے ترامیم لائی جائیں جن کو ہمارے عوام نے mandate دیا ہے۔ ہمارے عوام نے mandate تو مولانا فضل الرحمٰن کو ان کے slogans کے تحت دیا کہ وہ جا کر شریعت نافذ کرائیں گے، gun point پر فضل اللہ کو تو نہیں دیا ہے۔ مولانا صاحب درست فرماتے ہیں کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو کل آپ کو کسی اور بندوق والے کے مطالبات تسلیم کرنے پڑیں گے، ان کا اپنا نظام ہو گا، پھر یہ ایک ملک نہیں رہے گا، ایک ملک میں ایک ہی آئین، ایک ہی قانون اور نظام ہوتا ہے۔ اکیسویں صدی میں اسلام کی تعبیر یہ ہے کہ شوریٰ پارلیمنٹ ہے جس کو جو بھی نظام چاہیے وہ عوام سے mandate لے کر پارلیمنٹ کے ذریعے وہ نظام نافذ کرے۔

جناب چیئرمین! ہم اس طرف نہیں جا رہے ہیں، ہم اس طرف چل پڑے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارا جمہوری محاذ سبوتاژ ہو رہا ہے، تباہ ہو رہا ہے، ایک دوسرے سے متصادم ہو رہا ہے۔ ہم ان دہشت گردوں کے لیے زمین ہموار کر رہے ہیں۔ ہم ان کے مستقبل کے لیے بہترین فضا بنا رہے ہیں۔ یہ انتہائی افسوس ناک اور تشویش ناک صورتحال ہے۔ ایسے حالات میں ان دہشت گردوں نے رحمٰن بابا کے مزار پر حملہ کیا۔ جناب چیئرمین! پشتون افغان ملت جس شخص کو بابا کا مقام دیتی ہے وہ بہت بلند مرتبے والا ہوتا ہے۔ پوری قوم اس پر متفق ہوتی ہے اور ہماری آبادی کروڑوں لوگوں پر مشتمل ہے۔ رحمٰن بابا کا زمانہ تین صدیوں پہلے کا ہے۔ انہیں اپنی صلاحیت، اپنے بلند علمی مرتبے کی وجہ سے ان کی شاعری، ان کا مذہبی علم، ان کی philosophy اور انہوں نے اپنی شاعری میں جو انسانیت کا، اسلام دوستی کا، افغان دوستی اور اعلیٰ وارفع انسانی اقدار کی پیروی کا درس دیا ہے اس بنا پر رحمٰن بابا کو بابا کا مقام ملا ہے۔ یہ ہماری عظیم ملی شخصیت ہیں خوشحال خان خٹک، حمید بابا جیسے اور بہت سارے ہیں لیکن رحمٰن بابا کو یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ وہ لوگ جو خود کچھ بھی نہیں پڑھ سکتے وہ رحمٰن بابا کی شاعری کو حفظ کرتے ہیں۔ ان کا کلام دینی مدارس اور کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ ہمارے علماء اپنے خطبوں میں ان کے کلام کا حوالہ دیتے ہیں۔ ان کی مذہبی اور ملی حیثیت پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان حملوں کا مقصد ہمارے ملک بالخصوص پشتون علاقوں پر ایسے دہشت گردوں کا راج ہے جو ہمارے قومی وجود کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ بامیان پر جن لوگوں نے حملہ کیا تھا وہ اس دور کی نشانیوں کے دشمن

تھے۔ ان کا مقصد ہمارے تاریخی ورثوں کو مٹانا تھا، توپوں کے ذریعے ان کو اڑایا گیا۔ جو ہمارے اجتماعی مراکز ہیں، جو ہماری ملی شناخت کی علامات ہیں ان کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ رحمٰن بابا کے مزار پر حملے کا مقصد پشتون قوم پر ایک اور حملہ کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی صرف مذمت کرنا بہت کم بات ہے، ہماری قومی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ شدید رد عمل ظاہر کرے۔ یہ ایسی خطرناک بات ہے کہ کل کوئی مزار محفوظ نہیں رہے گا، نہ داتا صاحب کا، نہ قلندر صاحب کا، نہ شاہ عبدالطیف بھٹائی کا، نہ کسی اور کا۔ یہ لوگ ان مراکز کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ جہالت اور بربریت کے دور کو واپس لانا چاہتے ہیں اور ہم ہیں کہ ان کے اس ایجنڈے میں مددگار بن رہے ہیں۔ جناب والا! میں مطالبہ کرتا ہوں کہ رحمٰن بابا کے مزار پر حملے کے ذمہ دار یہی دہشت گرد ہیں جو اس ملک کے تمام واقعات میں ملوث ہیں اور وہ برملا اس کا اعتراف بھی کرتے رہے ہیں، اعلان بھی کرتے رہے ہیں، ان کے خلاف کاروائی کی جائے اور ان کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ مرکزی حکومت فوری طور پر یہ ذمہ داری قبول کرے کہ رحمٰن بابا کے مزار کو پہلے سے زیادہ شاندار طریقے سے بلاتاخیر تعمیر کیا جائے گا۔ آئندہ کے لیے اس کی مناسب سکیورٹی کا بھی بندوبست ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان کے حوالے سے اپنے حکمران اتحاد سے یہ اپیل کرتا ہوں بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی کو کہ یہ بہت بڑی غنیمت ہے کہ عظیم قربانیوں کے بعد ایک جمہوری سلسلہ چل پڑا ہے۔ آپ کو پہل کرنی چاہیے، میرے قائد جناب محمود خان اچکزئی نے کہا کہ All Parties Conference بلائی جائے، جناب شجاعت حسین نے بھی اسی نقطہ نظر کی تائید کی ہے۔ اب یہ وقت ہے کہ ہم All Parties Conference بلائیں، تمام قائدین سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس سنگین صورتحال کا کوئی راستہ نکالیں، جناب نواز شریف کی بحالی کا راستہ، عدلیہ کی بحالی کا، آئین کی بحالی و بالادستی کا اور مستقبل کے نظام کے لیے جس پر تمام قوم متحد ہو، جس میں اس جمہوری نظام کو سب کی تائید حاصل ہو۔ ہم نے بائیکاٹ کیا تھا لیکن ہم نے کھلی پیشکش کی ہے کہ ہم اس جمہوری نظام کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اس کے لیے ہم ایوانوں سے باہر پانچ سال تک صبر و استقامت سے بیٹھے رہیں گے۔ ہم ہر طریقے سے اس کو support کریں گے۔ ہم دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ یہ وقت مفاہمت کا ہے۔ مفاہمت زبان سے نہیں ہوتی، مفاہمت عملی اقدامات سے ہوتی ہے۔ اگر آپ جمہوری قوتوں کے خلاف محاذ جنگ کھولیں گے اور اس کے ساتھ لاکھ اعلانات کرتے رہیں مگر مفاہمت نہیں ہوگی۔ مفاہمت عملی اقدامات سے ہوگی۔ اس PCO عدلیہ پر کسی کو کوئی یقین نہیں ہے جنہوں نے LFO اور اس کے بعد

سترہویں ترمیم پر دستخط کیے ہیں۔ وہ سب کہتے ہیں کہ یہ غلط ہوا۔ اس پر ہم پشیمان ہیں، آئین وہ ہو گا جو 12th November, 1999 کو موجود تھا۔ اس تک پہنچنے کے لیے اور مستقبل کے لیے ایک ایسا عمرانی معاہدہ، ایک ایسا جمہوری آئین جو اس ملک کو ایک جمہوری وفاق بنائے، ایسا جمہوری وفاق جس میں تمام قومیتیں برابر ہوں۔ جس میں پشتونوں کا پشتونخواہ افغانیہ کے نام سے متحدہ قومی صوبہ ہو، جس میں سرائیکیوں کا صوبہ سرائیکستان کے نام سے ہو، جس میں بلوچوں، پنجابیوں اور سندھیوں کے فطری صوبے ہوں اور یہ حقیقی معنوں میں autonomous ہوں۔ صوبوں کو اپنے وسائل پر اختیارات حاصل ہوں۔ حکمرانی کے ان ایوانوں میں سب کی برابری اور حصہ داری ہو، جس میں یہ ایوان قومی اسمبلی کے برابر اختیار رکھتا ہو تو تب جناب چیئرمین! ایک ایسی صورتحال ہو گی جس میں ہمارے مستقبل کی حفاظت ہو گی، جس میں اندرونی خطرات کا خاتمہ ہو گا اور پھر کوئی امریکہ، برطانیہ یا نیٹو ہمیں نہیں للکار سکے گا، پھر وہ لوگ پاکستان کو ناکام ریاست نہیں کہہ سکیں گے۔ اگر ہمارے ملک پر دہشت گردوں کا راج ہو، ہم surrender کر رہے ہوں اور ہمارے ملک میں جمہوریت کے نام پر ایسی آمریت ہو جس میں منتخب حکومتوں، منتخب ایوانوں کا کوئی اختیار نہ ہو تو جناب چیئرمین! پھر اس ملک کا خدا حافظ ہے۔

میں آپ کا اور ایوان کے ساتھیوں کا مشکور ہوں کہ آپ نے بڑے صبر سے میری باتیں سنیں اور ایک بار پھر میں اپیل کرتا ہوں کہ وقت تیزی سے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔ ہمارے قائدین نے فریقین کے مابین جو مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا ہے میں اس initiative کو appreciate کرتا ہوں اور خدا کرے وہ کامیاب ہو اور اس میں جتنی قربانیاں دینی پڑیں، فریقین کو دینی چاہیئں۔ اس لیے کہ اگر یہ جمہوری نظام اس بار بھی ناکام ہوتا ہے تو پھر جنرل مشرف جو اس وقت دندناتے پھر رہے ہیں، اس کی بات درست ہے کہ سیاستدان ناکام ہیں، نااہل ہیں اور ان میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ عوام پر حکمرانی کر سکیں، عوام کی نمائندگی کر سکیں۔ یہ چیز ہم نے اپنے اقدامات سے، اعمال سے اور اپنی پالیسیوں سے ثابت کرنی ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے حکمران اس قابل بنیں کہ وہ اس ملک کی قوموں کے ارمانوں پر پورا اتریں۔ تشکر جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین:.Thank you very much کل اور پرسوں جو سینیٹر صاحبان ریٹائر ہو رہے ہیں ان کے farewell remarks میں آپ بہت کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کل کا دن بھی ان کے نام ہے، سوموار کا دن بھی ان کے نام ہے۔ لیاقت علی بنگلزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں اور اپنے دوستوں کا بھی کہ انہوں نے میری سفارش کی۔ آج کا موضوع طویل بھی ہے اور اس میں کافی نکات ہیں۔ میں ان پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف اپنے محترم بھائی کو جنھوں نے ابھی تقریر ختم کی ہے، معاہدہ سوات کے حوالے سے عرض کروں گا۔ مجھے ایک عجیب و غریب صورت حال نظر آرہی ہے کہ ایک طرف جب 1973 میں سرخ فوجیوں کو انہوں نے بلایا تو ان کے گلے میں ہار ڈال کر انہوں نے افغانستان میں بدامنی، شورش اور جھگڑے فساد کا جو بیج خود بویا، آج مجھے کافی عجیب لگ رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا ذمہ دار ہمارا مذہبی طبقہ فکر ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم بات کو حقائق کی نظر سے دیکھیں اور حقائق پر ہی پرکھیں تو افغانستان کا مسئلہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 3rd July, 1973 کو جب ظاہر شاہ کا تختہ داؤد شاہ نے الٹا تو اس میں ان کو روس کی آشیرباد حاصل تھی اور ان کے ٹینکوں کو ہار پہنانے والے یہی قوم پرست تھے جو آج دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی منطق بھی مجھے عجیب نظر آرہی ہے، ایک طرف وہ پشتون قوم کے حقوق کے علمبردار بنتے ہیں اور دوسری طرف اگر یہی حکومت پشتونوں کی جان، مال، عزت اور آبرو کو بچانے کے لیے دوسرے فریق سے امن کے مذاکرات کرتی ہے، معاہدے کرتی ہے اور ان پر عملدرآمد ہوتا ہے تو مجھے پتا نہیں چلتا کہ یہ کس قوم پرستی کی بات کرتے ہیں۔ مرنے والے بھی پشتون ہیں مارنے والے بھی پشتون ہیں ان کو تو ہماری مذہبی جماعتوں سے دو قدم اور آگے جانا چاہیے کہ کم از کم جس قوم کی وہ نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں، اس معاہدے سے قبل ان کے قتل و خون کا جو بازار گرم تھا وہ تو اب رک گیا ہے اور مجھے نظر نہیں آتا کہ جن پشتونوں کی داڑھیاں ہیں، جو سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں ان کے تو یہ مخالف ہیں۔ فرض کریں پانچ منٹ کے لیے اگر یہ معاہدہ خدانخواستہ ناکام ہو جاتا ہے تو اس صورت میں کیا ہوگا، پھر وہاں گل پاشیاں تو نہیں ہوں گی، پھر بھی وہاں توپ و تفنگ ہی چلیں گی، تلوار اور خنجر چلیں گے۔ میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اپنی ایک سمت کا تعین کرلیں، اپنی ایک لائن مقرر کرلیں، اس کے بعد کسی کو ہدف تنقید بنانا انتہائی آسان ہے لیکن جو حقائق ہیں، جو زمینی صورت حال ہے اس پر یہ غور نہیں کرتے۔ ہر دوسری بات پر مولانا حضرات، مولانا حضرات، مذہبی تنظیمیں، مذہبی تنظیمیں۔۔۔ تو اگر شریعت کا ماننا یا شریعت کا مانگنا یا نفاذ شریعت کوئی جرم ہے تو میں ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ پھر ہم سب مجرم ہیں، پاکستان کے سترہ کروڑ عوام مجرم

ہیں کیونکہ اس وقت اگر آپ دنیا کے کسی بھی کونے میں جائیں تو آپ کو سب سے جو بہترین مذہب ملے گا وہ اسلام ہی ہے۔

جہاں ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ کسی ملک کے حصے میں ایک قانون اور ملک کے دوسرے حصے میں دوسرا قانون، تو جناب والا! میں ان کی معلومات میں اضافے کے لیے اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت امریکہ میں بھی باون ریاستوں میں اایک ایسی ریاست ہے جہاں امریکی قانون لاگو نہیں ہوتے، ان کے اپنے روایتی اور قبائلی قوانین ہیں۔ اگر وہ اس بات کو مزید سمجھنا چاہتے ہیں تو میں اس ایوان کے ملتوی ہونے کے بعد ان کو لائبریری میں لے جاؤں گا، ان کو کتابیں دکھاؤں گا، ریفرنس دکھاؤں گا اور ان قوانین کی جو تشریحات ہیں وہ بھی میں ان کو پڑھ کر سناؤں گا اور یہ کوئی بات نہیں۔ ہمارا جو عظیم ہمسایہ دوست ملک چین ہے وہاں آپ دیکھیں one country two systems ہیں۔ نفاذ شریعت تو ہمارا بنیادی مطالبہ ہے۔ اگر سوات میں جہاں ان کا اپنا ایک set up ہے، ان کا اپنا ایک mind set ہے، پاکستان میں ضم ہونے سے پہلے وہاں شرعی عدالتیں اور شرعی قوانین تھے، فوری انصاف ملتا تھا۔ وہاں چوری، ڈکیتی اور قتل و خون کا بازار گرم نہیں تھا۔ شام کو اگر کوئی جرم کرتا تو صبح اس کو سزا ملتی تھی۔ اب اگر مولوی فضل اللہ صاحب ہیں یا کوئی اور ہے، اس حوالے سے جو بھی ہے پہلے تو میں ہوں، میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ وہاں شریعت نافذ ہو۔ اگر نفاذ شریعت کے حوالے سے ہمارے علمائے کرام کا کوئی کردار ہے تو اس میں آپ کو کیا برائی نظر آتی ہے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ جو وہاں مارے جا رہے ہیں یا جو مر رہے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ آپ بحیثیت ایک قومی cause کے حوالے سے کم از کم خدارا! اتنا تو سوچ لیں کہ مرنے والے بھی آپ کے بھائی ہیں، مارنے والے بھی آپ کے بھائی ہیں۔ آپ کس کی طرفداری کرتے ہیں۔ اگر ہماری مذہبی جماعتوں یا پیپلز پارٹی نے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت کی ہے تو اسے ہمیں سراہنا چاہیے اور اس کو ہمیں تحسین دینی چاہیے چہ جائیکہ صرف اپنے number score کرنے کے لیے کہ میں نے وہاں یہ تقریر کی ہے، وہ تقریر کی ہے، کچھ حقائق کا سامنا کریں۔ آپ کا vision ہونا چاہیے آپ سیاستدان ہیں، چھوٹے کونسلر کا بھی اپنا ایک vision ہوتا ہے آپ ایوان بالا کے نمائندے ہیں، آپ کو ان چیزوں کی تحسین کرنی چاہیے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کے جو نظریات ہیں ان کا ضرور پرچار کریں، ہمارے نظریات کے خلاف جائیں لیکن ایک چیز جو آپ کی قوم کو، آپ کے ہی بھائی کو امن دے رہی ہے، صلح کا سفید جھنڈا لہرایا جا رہا ہے، جب سے یہ معاہدہ ہوا ہے الاماشا اللہ اگر دو، چار ایسے واقعات ہوئے ہیں اور ان میں بھی آپ بڑے

دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں تو دہشت گردوں کی نشاندہی کیجیے، میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں ان دہشت گردوں کو مارنے کے لیے لیکن کم از کم صرف زبانی جمع خرچ یا score number نہ کریں، یہ بڑا سنجیدہ ایوان ہے۔ اس میں بڑی سنجیدگی سے بحث کرنی چاہیے؛ حقائق بیان کرنے چاہیئں، دلائل دینے چاہیئیں۔ تو میں اسی کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ رضا صاحب please conclude کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں اس بحث کو سمیٹ سکوں۔ جیسے آپ کو اس بات کا علم ہے کہ جب سے coalition حکومت معرض وجود میں آئی ہے ہماری یہ حتیٰ الامکان کوشش رہی ہے اور ہمارا یہ نصب العین بھی ہے کہ پارلیمان کی بالادستی یقینی طور پر اس system کو بچانے کے لیے اور اس system کو چلانے کے لیے نہایت اہم اور ضروری ہے۔ لہٰذا ہماری ہر سمت اور ہر قدم اس طرف رہا ہے کہ ان دونوں ایوانوں کو جتنا موثر بنایا جا سکے، ان کو بنایا جائے اور ان دونوں ایوانوں میں جتنی بحث ہو سکے وہ کرائی جائے قومی امور پر تاکہ ایک اتفاق رائے پارلیمان سے ابھر کر سامنے آسکے۔ آپ کو اس بات کا بھی علم ہے کہ موجودہ حکومت کے اس پارلیمانی سال کے 90 قانونی یا آئینی دن پچھلے سیشن میں نہ صرف پورے ہوگئے تھے بلکہ ان سے ہم نے تجاوز بھی کر لیا تھا۔ اس لیے ہمارے سامنے کوئی ایسی compulsion نہیں تھی کہ ہم یہ اجلاس آج بلائیں جبکہ 12 تاریخ کو نئی سینیٹ نے ملنا تھا اور اس میں oath taking ہوگی اور پھر چیئرمین سینیٹ اور ڈپٹی چیئرمین کا election بھی ہوگا لیکن اپنی اس پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے اور کیونکہ ملک میں اس دورانیے میں تین یا چار ایسے واقعات ہو چکے تھے لہٰذا ہم نے یہ لازم سمجھا کہ سینیٹ کا یہ session summon کیا جائے اور آج بھی جب House Business Advisory Committee میں بات ہوئی اور Opposition کی طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ وہ چار issues پر جن میں لاہور کا سانحہ، سوات، رحمان بابا کی shrine پر جو واقعہ ہوا اور پنجاب میں گورنر راج پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے بغیر کسی پس و پیش کے اس بات کو تسلیم کیا اور آج اس بحث کا آغاز کروایا۔ جناب چیئرمین! ان میں سے تین سلسلوں کا تعلق Interior کے محکمے سے

ہے اور کیونکہ Advisor on Interior اس وقت شہر میں نہیں ہیں لہذا اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں تھوڑا سا notes کو بھی refer کرتا چلوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں لاہور کے واقعے کے بارے میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا اور آپ کے توسط سے House کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ on the 3rd of March the Sri Lankan team left the Pearl Continental Hotel in Lahore at 8.30 in the morning for Qaddafi Stadium. As it is being said that the team had inadequate police protection is not correct. There were seven police vehicles and four outriders that were accompanying the bus. Elite Commandos were also present. There was deployment of police along the route that the Sri Lankan team was to take from Pearl Continental Hotel to Qaddafi Stadium. When the convoy of the Cricket team reached near Qaddafi Stadium at 8.45 hours approximately, that is the vicinity of Liberty Chowk, reportedly 10 to 12 unknown gunmen attacked the Sri Lankan team Convoy with rockets, hand-grenades and automatic weapons. When fire was retaliated it came from the police which took up positions, this exchange of fire between the law enforcement agencies and the terrorists continued for more than 25 minutes. In this process, the police force fought bravely and five of them embraced martyrdom.

I, at this time, Mr. Chairman! cannot take away the credit that is due to the driver of the bus in which the Sri Lankan team was traveling, who showed courage which was exemplary. He showed presence of mind and above all he showed patriotism and sped the bus away to Qaddafi Stadium which was in relative safety. Resultantly, as I said, sir, six policemen were killed. One PCB's (Pakistan Cricket Board) driver was killed and ten police officers

were injured while three Sri Lankan players received bullet injuries. They were taken to Services Hospital and were provided immediate specialized treatment. The condition of umpire Ahsan Raza, who was also injured, stated to be critical at the moment.

According to the police report and an initial investigation and the clippings that we ourselves have seen on private television channels, the attackers were well-trained and well-equipped and they managed, unfortunately, to escape from the scene. The attackers came on two snatched cars and one of these were snatched by three terrorists from Tindot market, Gulberg, Lahore and made good their escape in these snatched cars from Al-Fatah Market area and possibly with the help of two rickshaws which have been confiscated and also on motorcycles. On information, sir, security experts defused the bombs in a white Hyundai car in Gulberg which was there at the place of the ambush. The entire area at that moment had been sealed. Later at about 12.45 hours a helicopter of the Pakistan Air Force was brought to Qaddafi Stadium and the Sri Lankan team was air lifted and subsequently on a chartered flight sent back to Sri Lanka. There were a number of recoveries which were made and I would like to place through you, sir, the recoveries that were made; 3 rocket launchers, 6 bombs, 9 Kalashnikovs, 35 magazines, 24 hand-grenades, 5 pistols, 6 walki talki sets, 01 cell phone, 2 wireless sets, 4 SMGs, 01 Rifle 0.244, 01 6-mm pistol, 01 dagger, 01 torch, 02 masks, 02 bandages, 28 rounds of 238-bore, 2 bags, 01 transistor radio, again 03 hand-grenades and dry fruits.

Sir, an FIR has been registered, a joint investigation team headed by the DIG investigation Lahore including senior representatives of the Federal and Provincial intelligence agencies has been constituted by the home department of the Government of

Punjab which is to complete its investigation and submit its report within three days that is either today or by tomorrow. As and when the report becomes public or when is given to the government, I will ensure that in the session it is placed before this House.

A reward of rupees 10 million has been announced by the Punjab Government for persons providing information about the culprits. Suspects and witnesses are being questioned and in this matter, certain arrests have also been made by the police but obviously we are not in a position to disclose those for the simple reason that they would affect the ongoing enquiry.

Sir, this is indeed a matter of grave concern. It is a matter which needs to be condemned in the strongest possible terms and it not only affects the game of cricket but its ramifications are far greater and are multi dimensional which will continue to haunt Pakistan. Obviously, the step that has been taken, has not been taken by any friends of Pakistan or the friends of the people of Pakistan. Therefore, as I said that here it has been alleged that we have not come out and named the agencies involved but here, I would like to make a point that we believe that we are a responsible country, we are a responsible government and therefore wild allegations should not be made by us, but only those allegations which are substantiated by facts and those allegations with which we have concrete proof and evidence, should be placed before the people and the world at large so that the image of Pakistan does not suffer.

Mr. Chairman, now I would like to take the issue of Swat and the Nizam-e-Adal agreement that has been entered into by the Government of Pakhtoonkhwa. Mr. Chairman, after the agreement came into effect on the 16th of February 2009 and unfortunately on the heals of the agreement, a reporter of "Geo" was kidnapped and

he was killed by unknown persons or militants. For the time being, Maulana Fazal Ullah is restraining his people from taking action against the law enforcing agencies or other officials. As a consequence, the IDPs that is the internally displaced persons have started to gradually come back to the area because there appears to be a semblance of peace for the moment, despite the fact that even after that, there have been some incidents in which the law enforcing agencies have been ambushed and in which the DCO had also been taken for a cup of tea, as he said, subsequently was released but nonetheless, by and large, there is peace in the area and Swat seems to be limping back to normalcy. As I said the IDPs are returning gradually, schools have begun to open. In Mangora and Saidu Sharif, government employees and police officials who early had fled from the area, have gradually started to come back and the Commissioner and DCO Malakand held a meeting on the 5th of March, 2009 and the following decisions were taken.

No.1. The system of magistracy will be reactivated very soon. No.2. Unauthorized *Nakas* should be removed and No.3. Schools will be repaired and where school buildings are completely destroyed, tentages will be provided as an interim arrangement for starting the classes.

جناب چیئرمین! سوات کا معاہدہ، جو joint resolution پارلیمان کے اندر پاس کی گئی تھی یہ اس کی روح کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اقدام اٹھایا گیا اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مسئلے کا حل military option نہیں ہوتا even if the military goes in it has to clear the area اور اس کے بعد جو وہاں کی civil انتظامیہ ہے یا وہاں کی جو political administration ہے اس کو وہاں واپس جانا ہوتا ہے اور اس کو اس علاقے کا نظم و نسق سنبھالنا پڑتا ہے۔ ملٹری غیر معینہ مدت کے لیے کسی بھی علاقے میں نہیں رہ سکتی۔ دنیا بھر کی تاریخ ہمیں یہ بات سکھاتی ہے اور بتاتی ہے کہ بالآخر ان

مسئلوں کا حل گفت و شنید اور dialogue کے ذریعے سے اور یہ dialogue جیسے میں نے کہا کہ resolution کی روح ہے کیونکہ اس resolution میں ایک policy 3Ds کی بات کی ہے جو dialogue, development and deterrence پر مبنی ہے۔ ہم نے اس resolution کی کسی قسم کی کوئی violence نہیں کی۔ یہ درست ہے کہ وہ resolution یہ بات کہتی ہے کہ dialogue ان forces کے ساتھ ہوگا جو پاکستان کے آئین کی حکمرانی کو تسلیم کرتی ہیں۔ یہاں پر ہم نے جو dialogue کیا وہ ان forces کے ساتھ کیا جنہوں نے بندوق نہیں اٹھائی، جو پاکستان کے آئین کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہیں، جو writ of the state کو تسلیم کرتے ہیں - وہاں پر تاریخی طور پر ایک طریقہ عدل چلا آرہا تھا۔ اگر ہم نے اپنے solutions کو ایک پاکستانی touch دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ solution جو ہماری تہذیب، ہمارے تمدن، ہمارے کلچر کے اندر سے جنم لیں گے، وہی solutions long lasting ہوں گے، وہی solutions پائدار ہوں گے ورنہ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم صرف باہر کے اشاروں پر کام کرتے رہیں تو پھر شاید ان کا الو تو سیدھا ہو جائے لیکن اس کی قیمت وفاق پاکستان کو اور پاکستان کے عوام کو دینی پڑے گی۔ مجھے امید ہے، اور جب میں مجھے کہتا ہوں تو میرا مطلب ہو تا ہے کہ پاکستان کی موجودہ Federal government کو جو coalition government ہے، میں امید کرتا ہوں کہ یہ معاہدہ ماضی کے معاہدوں کی طرح مشکلات کا شکار نہیں ہوگا۔ ہم اسے successfully implement کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جناب چیئرمین صاحب، یہ expect کرنا کہ یہ ایک magic wand ہے اور اس سے ایک دم تمام علاقے اور سوات میں اب تمام وارداتیں ختم ہو جائیں گی تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ بہت سی ایسی قوتیں بھی موجود ہیں جو یہ نہیں چاہتیں کہ یہ معاہدہ کامیاب ہو، لہذا ان کی چھیڑ خانی بھی کچھ عرصے تک چلتی رہے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی سمت درست ہے۔

اب میں تیسرے موضوع پر آنا چاہتا ہوں اور وہ رحمان بابا کے مزار پر جو incident آج صبح ہوا اس سے مزار کو نقصان پہنچا اور ہم اس incident کی سختی کے ساتھ مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ extension ہے ان کارروائیوں کی جو پاکستان کی society کو terrorise کرنے کے لیے کی جارہی ہیں اور جو اپنے ایک مخصوص political agenda کو، میں اس کو political بھی نہیں کہوں گا بلکہ یہ کہوں گا کہ اپنے ایک مخصوص ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے کی جارہی ہیں - موجود حکومت

چاہے وہ وفاقی ہو یا صوبائی ، ہم نے اس بات کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ دہشت گردی کا ہم ہر سطح پر مقابلہ کریں گے اور ہم اسے پاکستان کو یا پاکستان کی society کو overtake کرنے نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین! اب میں آپ کے سامنے پنجاب کے اندر Governor rule کے بارے میں جو بات ہوئی تھی اس پر چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس ملک کے اندر reconciliation اور امن اور بھائی چارے کی سیاست کی بنیاد پاکستان پیپلز پارٹی نے رکھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو شہید ہوا۔ اس کا judicial murder کیا گیا، ضیاء الحق کے ہاتھوں کیا گیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی، وہ خون کا بدلہ لے سکتی تھی۔ عوام اس کے ساتھ تھے۔ پارلیمان کی اکثریت تھی لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے خون کا بدلہ خون سے نہیں لیا۔ محترمہ شہید نے reconciliation کی بات کی کہ وفاق چل سکے، وفاق مضبوط ہو سکے۔ اسی طرح محترمہ کی شہادت ہوئی۔ سندھ، پنجاب، پختون خواہ اور بلوچستان میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ سندھ کی سرزمین سے پاکستان نہ کھپے کے نعرے لگ رہے تھے لیکن ہم نے اس وقت بھی وفاق کی سیاست کی اور ہم نے پاکستان کھپے کا نعرہ لگایا لہذا اس کی بنیاد پاکستان پیپلز پارٹی نے رکھی۔ اس کے بعد بھی پاکستان پیپلز پارٹی نے ایک coalition حکومت تشکیل دی جس میں پاکستان مسلم لیگ نون، جے یو آئی، اے این پی، بی این پی (عوامی) اور فاٹا کے ارکان شامل تھے۔ میں اس وقت اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ وہ کیا عوامل تھے کہ پی ایم ایل این نے coalition کو چھوڑا۔ میں اس بحث میں بھی نہیں جانا چاہتا کہ کیا صورت حال بنی اور کس طرح کوشش کی گئی کہ پاکستان پیپلز پارٹی retaliate کرے اور پنجاب سے اپنی ministries اور support کو withdraw کر لے کیونکہ ہم چاہتے تھے اور ہم آج بھی چاہتے ہیں کہ جہاں جس کا جو mandate ہے اس کا ہم احترام کریں کیونکہ اس کا نشانہ ہم بن چکے ہیں۔ ہم نے سندھ میں اپنی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہم نے اپنی تاریخ سے سبق سیکھا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وفاق پاکستان کے لیے شاید آخری chance ہو کیونکہ اگر اس ملک کے اندر جمہوری عمل پنپ اور پھل پھول نہ سکا تو پھر وفاق پر بڑے کالے بادل منڈلائیں گے۔ ہماری یہ کوشش ہے، ہماری کاوش ہے کہ یہ سسٹم چلے۔ یہ سسٹم اس لیے چلے کہ وفاق کے اندر اس وقت جو tension پائی جا رہی ہے، صوبوں کے درمیان وہ ایک نہایت ہی خطرناک علامت ہے۔ اس وقت جو پاٹا کی صورت حال ہے وہ بھی نہایت خطرناک ہے۔

ہندوستان کے ساتھ بارڈر پر کشیدگی اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بھی نہایت خطرناک ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ امریکی حکومت یا administrationجو اپنی پالیسی review کر رہی ہے اور اس میں کچھ جو strategic changes سامنے نظر آرہے ہیں ان strategic changesکے long term implicationکیا ہوں گے۔ جو ملک کی اقتصادی صورت حال ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن ان تمام challengesکا مقابلہ صرف ایک جمہوری حکومت یا جمہوری پارلیمان ہی کر سکتی ہے کیونکہ ہم نے ماضی میں دیکھا کہ کس طرح شخصی حکومت نے پاکستان کے national strategic interests کو پامال کر دیا۔ Pakistan national strategic intere s کا تحفظ اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ پاکستان کی یہ پارلیمان ہے اور اگر خوانخواستہ system derail ہوتا ہے تو پھر جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ صورت حال سنگین ہو جائے گی، وفاق مزید جھٹکے برداشت نہیں کر سکتا۔ صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان نے کہا کہ جو court کا decisionآیا یہ unfortunate چیز تھی لیکن یہ کوئی انہونی چیز نہیں ہے اور یہ کہنا کہ جناب اس کی ذمہ داری صدر مملکت کے اوپر آکر پڑتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ sir, we are not being fairآپ پاکستان کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں۔ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ پاکستان میں political governmentsاور پولیٹکل سسٹم کو پاکستان کی judiciary نے destabilize کیا ہے۔ جسٹس منیر سے لے کر دوسو تک، دوسو سے لیکر نصرت بھٹو تک، بے نظیر بھٹو صاحبہ کا کیس، ظفر علی شاہ کا کیس اس کی کیا وجہ ہے یہ طویل بحث ہے جس کی جڑیں سول ملٹری بیوروکریسی اور judiciary کے nexusمیں جا کر ملتی ہیں۔ لہذا there were unfortunate things that happened لیکن جب ایک صورت حال آپ کے سامنے آگئی اور کسی پارٹی کے پاس majority نہیں تھی یہ کہنا کہ یہ coalition was in that درست نہیں ہے۔ فیصلہ آتے ہی PML(N)کا reaction پریس کانفرنس کے ذریعے سامنے آگیا تھا تو coalition پنجاب میں ختم ہو چکی تھی۔ یہ coalition جب ختم ہو گئی تو پھر راستہ کیا تھا۔ راستہ ایک یہ تھا کہ انارکی کی طرف چلیں جائیں democratic process کو derail کر دیں کہ گورنر اگر call کرے کہ ایک پارٹی حکومت نہیں بنا سکتی، دوسری پارٹی حکومت نہیں بنا سکتی، تیسری پارٹی حکومت نہیں بنا سکتی تو پھر dissolve the Assembly and go to the fresh elections. اور choice logically کیا رہتی۔ اس کا کیا نتیجہ ہوتا، سنگین پھر alternateراستہ کیا تھا اور یہ ہمارے لیے کوئی خوشی کا

راستہ نہیں تھا کیونکہ صوبہ سندھ کے اندر 89میں ہم یہ بات face کر چکے تھے کہ Article 23 (2)
کے تحت emergency proclaim کی گئی اور یہ(4) 23 لگا ہے there is a governor
rule سندھ اسمبلی کو معطل کر دیا گیا تھا۔ Article of the Constitution was
suspended بجٹ کے اختیارات کے articles suspend کرکےوفاق نے اپنے ہاتھ میں لے
لیے۔ Adviser to the Prime Minister کا notification نکالا کہ He will carry
out the affairs of the Province of Sindh یعنی ایک وائسرے کو ہمارے سر پر
مسلط کر دیا گیا تھا- لہذا ہم بڑی اچھی طرح جانتے ہیں اور بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ ایک ناپسندید
ہ اقدام ہے Governor's rule وفاقی حکومت خوشی سے نہیں لگاتی اور نہ ہی ہم نے خوشی
سے governors rule لگایا and we want کہ in the shortest period of time
اسمبلی اپنا Leader of the House کریں اور اس کے بعد وہاں حکومت بنے جس کی majority
ہے۔ ہم Horse trading کا شکار رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ horse trading سے کتنا نقصان ہوتا
ہے۔ محترمہ شہید کے خلاف بھی vote of no confidence کی کوشش کی گئی تھی۔ ہم جانتے ہیں
کہ horse trading میں کتنے نقصانات ہیں۔ ہم اس era کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ
جس کی genuine majority بنتی ہے۔سیاست یہ ہے کہ کس کس کے alliance بنتے ہیں۔ وہ
اپنے alliance بنا کر جو اپنی حکومت پنجاب میں بنائیں they are more than welcome
to make a Government میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا جناب چیئرمین صاحب! کہ درست
ہے کہ بہت سے فیصلوں پر چاہے وہ سیاسی ہوں، چاہے وہ judicial ہوں، آدمی کو رنج بھی ہوتا ہے، غصہ
بھی ہوتا ہے لیکن ہمیں موجودہ صورت حال کو مد نظر رکھنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ dialogue کے ذریعے
سے جتنے بھی اختلافات ہیں ہم ان کو ختم کر دیں، ہم نے پہلے بھی PML(N) کے ساتھ dialogue
جاری رکھا، ہم آج بھی چاہتے ہیں کہ PML(N) کے ساتھ dialogue ہوں اور جو تنازعے ہیں، گفت و
شنید کے ذریعے سے، سیاسی طریقے سے ان کا حل نکالا جائے لہذا ہم welcome کرتے ہیں کہ جو
efforts مولانا فضل الرحمن صاحب اور اسفند یار ولی کررہے ہیں اور مجھے قوی امید ہے کہ ان کی یہ
efforts کامیاب ہوں گی اور ایک political dialogue کا دوبارہ آغاز ہو گا- جمہوریتوں کا جناب
چیئرمین! essence dialogue میں ہوتا ہے۔ Dialogue کے دروازے سیاست میں کبھی بند
نہیں کیے جاتے اور اسی طرح جناب چیئرمین! جمہوریتوں کے اندر تمام political disputes

سڑکوں پر نہیں پارلیمان میں زیر بحث آتے ہیں۔ میں آخر میں یہ امید رکھتا ہوں جناب چیئرمین صاحب! کہ political reconciliation جس کی بنیاد محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ نے رکھی تھی اور جس کو پاکستان پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت لے کر آگے چل رہی ہے، اس political reconciliation اور dialogue کے نتیجے میں وہ تمام اختلافی باتیں اور مسائل ہم حل کر پائیں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ۔ کل صبح تک ہاؤس کو adjourn کرتے ہیں۔ Now, the House stands adjourned to meet again on Saturday, 7th March, 2009 at 1000 a.m. انشاء اللہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Saturday, 7th March, 2009 at 10.00 a.m.]